قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مسدّس حالی

مسمّٰی بہ

مدّ و جزر اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص حالی نے
مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے بیان مین لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

قال اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مسدّس حالی

مسمّیٰ بہ

مدّ و جزرِ اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص بہ حالی نے
مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے بیان مین لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چھوڑی
بزمِ شعرا مین شعرخوانی چھوڑی

جب سے دلِ زندہ تونے ہمکو چھوڑا
ہمنے بھی تیری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسی دلچسپ اور پرفضا میدان مین گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا ۔ نہ وہان ریت کے ٹیلے تھے ۔ نہ خار دار جھاڑیان تھین ۔ نہ آندھیون کے طوفان تھے ۔ نہ بادسموم کی لپٹ تھی ❀ جب اس میدان سے ہیںنیے کو دتی آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب ۔ نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزارون ولولے اور لاکھون امنگیں خودبخود دل مین پیدا ہوگئین ۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اوسیقدر وحشت خیز تھا ۔ اسکی سرسبز جھاڑیون مین ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے ۔ اور اسکے خوشنما پودون پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے ۔ جو نہین اسکی حد مین قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ

عہد جوانی

اور بارہا گزر دم نکل آئے ❀ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید نہی مگر دنیا کے
مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی ۔ نہ خود آرائی کا خیال آیا ۔ نہ عشق و
جوانی کی ہوا لگی ۔ نہ وصل کی لذت اوٹھائی ۔ نہ فراق کا مزا چکھا ❀

اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے		پنہان تھا دام سخت قریب آشیان کے

البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا ۔ ایک خیالی معشوق کی
چاہ مین برسون دشتِ جنون کی وہ خاک اوڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا
کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکون کو ہلا ڈالا ۔ کبھی چشم دریا بار سے تمام
عالم کو ڈبو دیا ۔ آہ و فغان کے شور سے کرّوبیون کے کان بہرے ہوگئے
شکایتون کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اوٹھا ۔ طعنون کی بھرمار سے آسمان چھلنی
ہوگیا ۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہانتک کہ
آپ اپنے سے بدگمان ہوگئے ۔ جب شوق کا دریا اومڈا تو کششِ
دل سے جاذبِ مقناطیسی اور قوت کہربائی کا کام لیا ۔ بارہا تیغ ابرو
سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اوٹھے ۔ گویا زندگی
ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اوتار دیا جب چاہا پہن لیا ۔ میدانِ
قیامت مین اکثر گذر ہوا ۔ بہشت و دوزخ کی اکثر سیر کی ۔

بادہ نوشی پر آئے تو خُم کے خُم لنڈہا دئے اور پہر بہی سیر نہوئے۔ کبہی خانۂ خمار کی چوکہٹ پر جبہہ سائی کی۔ کبہی میفروش کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے۔ پیر مغان کے ہاتہ پر بیعت کی۔ برہمنون کے چیلے بنے۔ بت پوجے۔ زُنّار باندہا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدون پر پہبتیان کہین۔ واعظون کا خاکا اوڑایا۔ دیر اور بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی خدا سے شوخیان کین۔ نبیون کی گستاخیان کین۔ اعجاز مسیحی کو ایک کہیل جانا۔ حسن یوسفی کو ایک تماشا سمجہا۔ غزل کہی تو پاک شہدون کی بولیان بولین۔ قصیدہ لکہا تو بہاٹ اور بادخوانون کے مونہ پہیر دیئے۔ ہر مشتِ خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر چوب خشک مین عصائے موسوی کے کرشمے دکہائے۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے جا ملایا۔ ہر فرعونِ بےسامان کو قادر مطلق سے جا بہڑایا۔ جسکے مدّاح بنے اوسے ایسا بانس پر چڑہایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف مین کچہ مزا نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چہوڑی۔

چو پرسش گنہم روز حشر خواہد بود		تمسکات گناہان خلق پارہ کنند

بیسن برس کی عمر سو چالیسوین سال تک تیلی کی بیل کیطرح اوسی ایک چکر مین
پہرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے ۔ جب آنکہین کہلین
تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تہے ابتک وہین ہین ❁

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی		دران دیار کہ زادی ہنوز آنجائی

نگاہ اوٹہا کر دیکہا تو داہنے بائین آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین
بے شمار راہین چارون طرف کہلی ہوئی تہین ۔ اور خیال کی لئے کہین
عرصہ تنگ تہا ۔ جی مین آیا کہ قدم آگے بڑہائین ۔ اور اس میدان
کی سیر کرین ۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے
ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اون سے اس وسیع
میدان مین کام لینا آسان نہ تہا ۔ اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی
گردش مین ہاتہ پانو چور ہوگئے تہے ۔ اور طاقت رفتار جواب دے چکی تہی
لیکن پانو مین چکر تہا اسلئے نچلا بیٹہنا بہی دشوار تہا ❁ چندروز اسی تردد
مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تہا دوسرا پیچہے ہٹتا تہا ۔ ناگاہ دیکہا
کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار رستے مین
رہ نورد ہے ۔ بہت سے لوگ جو اوسکے ساتہ چلے تہے تہک کر پیچہے

رہ گئے ہین ۔ بہت سی ابہی اوسکے ساتہ افتان و خیزان چلے جاتے ہین ۔ مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین ۔ پیرون مین چہالے پڑے ہین ۔ دم چڑہ رہا ہے ۔ چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین لیکن وہ اولوالعزم آدمی جوان سبکا رہنما ہے اسیطرح تازہ دم ہے ۔ نہ و رستے کی تکان ہی ۔ نہ ساتہیون کی چہوٹ جانیکی پروا ہی ۔ نہ منزل کی دوری سے کچہ ہراس ہی ۔ اوسکی چتونون مین غضب جادو بہرا ہی کہ جسکی طرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہتا ہی وہ آنکہین بند کرکے اوسکے ساتہ ہولیتا ہے ۔ اوس کی ایک نگاہ ادہر بہی پڑی اور اپنا کام کرگئی ۔ بیس برسکے تہکے ہارے خستہ و کوفتہ اوسی دشوار گزار رستے پر پڑلئے ۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتے ہین ۔ نہ یہ معلوم ہی کہ کیون جاتے ہین ۔ نہ طلب صادق ہے ۔ نہ قدم راسخ ہے ۔ نہ عزم ہی ۔ نہ استقلال ہی ۔ نہ صدق ہے ۔ نہ خلوص ہے ۔ مگر ایک زبردست ہاتہ ہے کہ کہینچے لئے چلا جاتا ہے ۔

آن دل کہ رم نمودی از خوبروجوانان	۔	دیرینہ سال پیری بردش بیک نگاہے

زمانہ کا نیا ٹہاٹہہ دیکہکر پرانی شاعری سے جی سیر ہوگیا تہا ۔ اور جہوٹے ڈہکوسلے باندہنے سے شرم آنے لگی تہی ۔ نہ یارون کے اوبہارونے

دل بڑہتا تہا ۔ نہ ساتہیون کی ریس سے کچہ جوش آتا تہا ۔ مگر یہ ایک ایسے
ناسور کا مونہ بند کرنا تہا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئے بغیر نہین رہ سکتے
اسلئے بخارات درونی جنکے رُکنے سے دم گہٹا جاتا تہا دل و دماغ مین تلاطم کر رہے تہے
اور کوئی رخنہ ڈہونڈتے تہے ۔ قوم کے ایک سچے خیر خواہ نے جو اپنی قوم کے
سوا تمام ملک مین اسی نام سے پکارا جاتا ہے اور جسطرح خود اپنے پر زور ہاتہ
اور قوی بازو سے بہائیون کی خدمت کر رہا ہے اسیطرح ہر ایک ہیچ اور نکمے کو
اسی کام مین لگانا چاہتا ہے) اگر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ ما حیوان
ناطق ہونے کا دعوے کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچہ کام لینا
بڑی شرم کی بات ہے ۔

ور جمادی لاف انسانی مزن		رو چو انسان لب بجنبان در دہن

قوم کی حالت تباہ ہے ۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہین ۔ شریف خاک مین ملگئے ہین
علم کا خاتمہ ہو چکا ہے ۔ دین کا صرف نام باقی ہے ۔ افلاس کی گہر گہور گہٹا
ہے ۔ پیٹ کی چارون طرف دوہائی ہے ۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے
جاتے ہین ۔ تعصب کی گہنگہور گہٹا تمام قوم پر چہائی ہوئی ہے ۔ رسم و رواج
کی بیڑی ایک ایک کے پانوءن پڑی ہے ۔ جہالت اور تقلید سب کی

گردن پر سوار ہے ۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہین غافل اور بے پروا ہین ۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتون اور مصلحتون سے محض ناواقف ہین ۔ ایسے مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے ۔ ورنہ ہم سب لوگ ایک ہی ناؤ مین سوار ہین ۔ اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے ۔ ہرچند بہت کچھ لکھہ چکے ہین اور لکھہ رہے ہین ۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہے اور خاص کر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے، قوم کے بیدار کرنیکے لئے اب تک کسی نے نہین لکھی اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا ۔ مگر ایسی تنگ حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گزرتے رہے ہین ۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کر سکتے ۔ دوسرے یہ کہ ہمکو کچھہ کرنا چاہیئے ۔ پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہہ ہوا کہ کچھہ نہ ہوا ۔ اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے ؎

در فیض ست نشین از گشایش ناامید اینجا   برنگ دانہ از ہر قفل میرود بکلید اینجا

"وَہُوَ الَّذِی یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ"

ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تہی اور اس خدمت کا بوجہہ

(۱) اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ ناامید ہوجاتے ہین تو وہ مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے

اوٹھانا دشوار تہا مگر ناصح کی جادو بہری تقریر جی مین گہر کر گئی ۔ دل ہی سے نکلی تہی دل ہی مین جاکر ٹہیری ۔ برسون کی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ پیدا ہوا اور باسی کڑہی مین ایک ابال آیا ۔ افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے اونہین سے کام لینا شروع کیا ۔ اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی ۔ دنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی ۔ اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبہی نصیب نہوا ۔ مگر ہر حال مین یہہ دہن لگی رہی ۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دقتون کے بعد ایک ٹوٹی پہوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بطا کے موافق تیار ہو گئی ۔ اور ناصح مشفق سے شرمندہ ہونا نہ پڑا ۔ صرف ایک امید کے سہارے پر یہہ راہ دور و دراز طے کی گئی ہے ۔ ورنہ منزل کا نشان نہ ابتک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے

خبرم نیست کہ منزلگہہ مقصود کجاست ۔۔۔ اینقدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

اس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھکر اول عرب کی اوس ابتر حالت کا خاکا کہینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تہی اور جسکا نام اسلام کی زبان مین جاہلیت کہا گیا ۔ پہر کوکب اسلام کا طلوع ہونا اور نبی امی صلعم کی تعلیم سے اوس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہوجانا

اور اوس ابرِ رحمت کا امت کی کہیتی کو رحلت کے وقت ہرا بہرا چہوڑ جانا
اور مسلمانون کا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم پر سبقت لیجانا
بیان کیا ہے ۔ اسکے بعد اونکے تنزل کا حال لکہا ہے اور قوم کے
لئے اپنے بے ہنر ہاتہون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے جسمین آکر وہ اپنے
خط و خال دیکہہ سکتے ہین اور سمجہ سکتے ہین کہ ہم کون تہے اور کیا ہوگئے ۔
اگرچہ اس جانکاہ نظم مین جسکی دشواریان لکہنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہے
بیان کا حق نہ جیسے ادا ہوا ہے نہ ہو سکتا تہا ۔ مگر شکر ہے کہ جسقدر ہوگیا
اتنی بہی امید نہ تہی ۔ ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکہی پہیکی
سیدہی سادی نظم کو پسند نہ کرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی واقعات ہین
یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہے ۔ یا جو آج کل قوم کی حالت ہے اوسکا
صحیح صحیح نقشہ کہینچا گیا ہے ۔ نہ کہین نازک خیالی ہے ۔ نہ رنگین بیانی ہے
نہ مبالغہ کی چاٹ ہے ۔ نہ تکلف کی چاشنی ہے ۔ غرض کوئی بات
ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون
اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہے کہ لا عین رات (۱) ولا اذن سمعت ولا
خطر علے قلب بشر ۔ گویا اہل دہلی و لکہنؤ کی دعوت مین ایک ایسا

(۱) نہ کسی آنکہہ نے دیکہا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل مین گذرا ۔

دسترخوان چُنا گیا ہے جسمین او بالی کہچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا
کچہہ نہین ۔ مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سننے کے لئے
نہین کی گئی ۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے
کے لئے کی گئی ہے ۔ اگر وہ دیکہین اور پڑہین اور سمجہین تو اونکا احسان
ہے ۔ ورنہ کچہہ شکایت نہین

حافظ وظیفهٔ تو دعا گفتن است و بس در بند آن مباش که نشنید یا شنید

كلمتان غريبتان فاحتملوهما . كلمة حكم من سفيه فاقبلوها . وكلمة سفه من حكيم فاغفروها .

دو باتین بے محل ہین انہین گوارا کرو دانائی کی بات جو نادان کہے اوسکو قبول کرو اور نادانی کی بات جو دانا کہے اوسے بخشدو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اوترنا دیکھے

مُسدّس

کسی نے یہ بقراط(1) سے جاکے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین
کہے جو طبیب اوسکو ہذیان سمجھین

(1) یہ شخص قدیم دار الخلافہ شام یعنی شہر حمص مین سکندر سے تقریبا سو برس پہلے گذرا ہے . عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی

سبب یا علامت گر اونکو سجھائین
تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین
یونہین رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ
یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

یہی حال دنیا مین اوس قوم کا ہے
بھنور مین جہاز آکے جسکا گھرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفان بپا ہے
گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہین بے خبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے
چپ و راست سے یہ صدا آرہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پر اوس قوم غافل کی غفلت وہی ہے
ذلت پہ اپنی قناعت وہی ہے
ملے خاک مین پر رعونت وہی ہے
ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس اونہین اپنی ذلت پہ ہے کچھ
نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم کی اور اونکی حالت ہے یکسان
کہ جس حال مین ہین اوسی مین ہین شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان
نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام اونہون نے
کیا دین برحق کو بدنام اونہون نے

(۱) طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو اور علامت وہ جس سے مرض پہچانا جائے

وہ دین جسنے اعدا(۱) کو اخوان بنایا — وحوش اور بہائم کو انسان بنایا

درندون کو غمخوار دوران بنایا — گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا

وہ خطہ جو تہا ایک ڈہورن کا گلہ — گران کر دیا اوسکا عالم سے پلہ

عرب کچہ نہ تہا ایک جزیرہ نما(۲) تہا — کہ پیوند ملکون سے جسکا جدا تہا

نہ وہ غیر قومون پہ چڑہ کر گیا تہا — نہ اوسپر کوئی غیر فرمان روا تہا

تمدن(۳) کا اوسپر پڑا تہا نہ سایا — ترقی کا تہا وہان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تہی روح پرور — کہ قابل ہی پیدا ہون خود جسسے جوہر

نہ کچہ ایسے سامان تہے وہان میسر — کنول جسسے کہل جائین دل کے سراسر

نہ سبزہ تہا صحرا مین پیدا نہ پانی — فقط آب باران پہ تہی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان — لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان

پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان — کہجورون کے جہنڈ اور خار مغیلان

نہ کہیتون مین غلہ نہ جنگل مین کہیتی — عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تہی

(۱) جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہے ,, کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ,, یعنی تم دشمن تہے سو خدا نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہوگئے تم اوسکے فضل سے بہائی بہائی

(۲) جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو

(۳) عربی مین سویلیزیشن (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا ہے چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتوں کو دول متمدنہ کہتے ہین

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تہی | نہ یونان کے علم و فن کی خبر تہی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تہی | خدا کی زمین بن جُتی سربسر تہی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تہا سبکا | تلے آسمان کے بسیرا تہا سبکا

کہین آگ پجتی تہی وان بے محابا | کہین تہا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تہے تثلیث پر دل سے شیدا | بتون کا عمل سو بسو جا بجا تہا
کرشمون کا راہب کے تہا صید کوئی | طلسمون مین کاہن کے تہا قید کوئی

وہ دنیا مین گہر سب سے پہلا خدا کا | خلیل ایک معمار تہا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تہا جسکو تاکا | کہ اس گہر سے ابلیگا چشمہ ہدے کا
وہ اک بت پرستونکا تیرتہ بنا تہا | جہان تین سو ساٹہ بت پج رہا تہا

(۱) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بہی مصر ہی کے پرتوے سے روشن ہوا تہا

(۲) صابئین کا فرقہ ستارونکو بہی پوجتا تہا اور آگ کی بہی تعظیم کرتا تہا ۔ عیسائی تثلیث کے قائل تہے ۔ عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تہے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تہے وہ راہب کہلاتے تہے ۔ جو لوگ علم غیب کا دعوٰی کرتے تہے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگونکو فریفتہ کرتے تہے وہ کاہن کہلاتے تہے یہ سب فرقے جزیرہ نماے عرب مین جمع تہے ۔

(۳) اس گہر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بناے حضرت سلیمانؑ یعنی بیت المقدس سے نوسو بیانوین برس پہلے اور حضرت عیسےؑ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تہا

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا — کسی کا ہبل[1] تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسیطرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت مین تھا مہر انور — اندھیرا تھا فاران[2] کی چوٹیون پر

چلن انکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا انکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے — درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا — تو اوس سے بھڑک اوٹھتا تھا ملک سارا

(۱) ہبل - صفا - عزیٰ - نائلہ - چارون بتون کے نام ہین ۔ انکے سوا لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلہ کے ساتھ مخصوص تھا

(۲) فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے ۔ اس شعر مین اوس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت کے مبعوث ہونیکے بابت حضرت موسیٰ نے توریت مین اور حبقوق نبی نے اپنی کتاب مین دی ہے ۔ اس بشارت کے اردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین کہ ،، خدا سینا سے نکلا اور شعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا ۔ اوسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا ،، (توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲) ،، اللہ جنوب سے آیا اور قدوس فاران کے پہاڑ سے ۔ آسمانون کو جلال سے چھپا دیا اوسکی ستایش سے زمین بھر گئی ،، کتاب حبقوق باب ۳ - ۳

وہ بکر(۱) اور تغلب کی نامی لڑائی
صدی جسمین آدہی اونہون نے گنوائی

قبیلون کی کردی تہی جسنے صفائی
تہی اک آگ ہرسو عرب مین لگائی

نہ جہگڑا کوئی ملک و دولت کا تہا وہ
کرشمہ اک اونکی جہالت کا تہا وہ

اسیطرح ایک اور خون ریز بیدا
عرب مین لقب حرب داحس(۲) ہے جسکا

رہا ایک مدت تک آپسمین برپا
بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا

سبب اسکا لکہا ہے یہ اصمعی نے
کہ گہوڑدوڑ مین چہیڑ کی تہی کسی نے

کہین تہا مویشی چرانے پہ جہگڑا
کہین پہلے گہوڑا بڑہانے پہ جہگڑا

لب جو کہین آنے جانے پہ جہگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جہگڑا

یونہین روز ہوتی تہی تکرار اونمین
یونہین چلتی رہتی تہی تلوار اونمین

(۱) یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے ۔ بنیاد اسکی یہ تہی کہ ایک شخص کا اونٹ کہیت مین چلا گیا ۔ کہیت والی عورت نے اوسے مارا ۔ اونٹ والے نے عورت کی چہاتی کاٹ ڈالی ۔ اس بات پر سنہ ۴۹۴ع سے سنہ ۵۳۴ع تک برابر لڑائی رہی ۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین ہوئی شروع ہوئی تہی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اوسمین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا ۔

(۲) یہ لڑائی سنہ ۵۶۸ع سے سنہ ۶۳۱ع تک جاری رہی ۔ داحس ایک گہوڑا تہا ۔ گہوڑدوڑ مین وہ آگے بڑھا چاہتا تہا کہ ایک شخص نے بڑہکر اوسے بدکا دیا ۔ اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے ۔ اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اوسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے ۔ اصمعی سے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین ۔

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر — تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہین زندہ گاڑ آتی تھی اوسکو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی — جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اونکی دن رات کی دل لگی تھی — شراب اونکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی — غرض ہر طرح اونکی حالت بُری تھی
بس اسطرح دن اونکو گذری تھین صدیان — کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت — بڑھا جانب بُوقُبَیس(۱) ابر رحمت
ادا خاک بطحا(۲) نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ(۳) سے ہویدا — دعائے خلیل(۴) اور نوید مسیحا

(۱) یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب شرق واقع ہے ۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے
(۲) بطحا سے مکہ ایک مقام مکہ اور منٰے کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے ۔ بطحا عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون
(۳) آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے
(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیمؑ کی دعا اور اپنے بھائی عیسےٰ کی بشارت ہون ۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیسا کہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵۔ مین مذکور ہے دعا کی تھی کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اونہین مین سے مبعوث کر۔ اور حضرت عیسےٰؑ نے جیسا کہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولہوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنی احمد ہوگا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت
کہ تھا ابر مین ماہتاب رسالت

یہ چالیسوین سال لطف خدا سے
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے [1]

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا
مرادین غریبون کی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا

فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماویٰ
یتیمون کا والی غلامون کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل مین گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اوتر کر حرا سے سوے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھہ لایا

مس خام کو جسنے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنون سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

(۱) کوہ حرا جو کہ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اوسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تھے اسی غار کو غار حرا کہتے ہین۔ سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار مین نازل ہوئی تھی۔

پڑی کان مین دہات تہی اک نکمی — نہ کچھ قدر تہی اور نہ قیمت تہی جسکی
طبیعت مین جو اوسکی جوہر تہے اصلی — ہوئے سب تہے مٹی مین ملکر وہ مٹی
پہ تہا ثبت علمِ قضا و قدر مین — کہ بنجائیگی وہ طلا اک نظر مین

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور — سوے دشت اور چڑہکے کوہ صفا[1] پر
یہ فرمایا سب سے کہ ،، اے آلِ غالب[2] — سمجہتے ہو تم مجہکو صادق کہ کاذب ،،

کہا سب نے ،، قول آجتک کوئی تیرا — کبہی ہمنے جہوٹا سنا اور نہ دیکہا ،،
کہا ،، گر سمجہتے ہو تم مجہکو ایسا — تو باور کروگے اگر مین کہونگا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہین گہات پاکر ،،

کہا ،، تیری ہر بات کا یہان یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے ،،
کہا ،، گر مری بات یہ دلنشین ہے — تو سن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے
کہ سب قافلہ یہان سے ہے جانیوالا — ڈرو اوس سے جو وقت ہے آنیوالا ،،

(۱) صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار بے دریے دوڑنیکا حکم ہے ۔ حضرت اسمعیل ع کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گزری تہی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پہرتی تہین ۔ اسی بنا پر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے

(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین

وہ بجلی کا کڑکا تہا یا صوتِ ہادی ۔ عرب کی زمین جسنے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل مین سبکے لگا دی ۔ اک آواز مین سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے ۔ کہ گونج اوٹہے دشت و جبل نامِ حق سے

تعلیم شریعت

سبق پہر شریعت کا اونکو پڑہایا ۔ حقیقت کا گُر اونکو ایک ایک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤن کو بنایا ۔ بہت دن کے سوتے ہوؤن کو جگایا

کُھلے تہے نہ جو راز ابتک جہان پر ۔ وہ دکہلا دیئے ایک پردہ اوٹہا کر

کسیکو ازل کا نہ تہا یاد پیمان ۔ بہلائے تہے بندون نے مالک کے فرمان
زمانہ مین تہا دورِ صہبائے بطلان ۔ مے حق سے محرم نہ تہی بزم دوران

اچھوتا تہا توحید کا جام ابتک ۔ خمِ معرفت کا تہا مونہ خام ابتک

نہ واقف تہے انسان قضا اور جزا سے ۔ نہ آگاہ تہے مبدا و منتہی سے
لگائی تہی ایک ایک نے لو ماسوا سے ۔ پڑے تہے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تہرا گیا گلہ سارا ۔ یہ راعی[1] نے للکار کر جب پکارا

توحید کی تعلیم

کہ ہا ہے ذات واحد عبادت کے لائق ۔ زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اوسیکے ہین فرمان اطاعت کے لائق ۔ اوسیکی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اوس سے اپنی لگاؤ ۔ جہکاؤ تو سر اوسکے آگے جہکاؤ

(۱) راعی بکریان چرانے والا ۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے

اوسی پر ہمیشہ بہروسا کرو تم
اوسیکے سدا عشق کا دم بہرو تم

اوسیکے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اوسیکی طلب مین مرو جب مرو تم

مُبرّا ہے شرکت سے اوسکی خدائی
نہین اوسکے آگے کسیکو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہین وہان
مہ و مہر ادنے سے مزدور ہین وہان

جہاندار مغلوب و مقہور ہین وہان
نبی اور صدیق(۱) مجبور ہین وہان

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وہان
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وہان

نصارے نے جسطرح(۲) کہایا ہے ہو کا
کہ سمجہے وہ عیسےٰ کو بیٹا خدا کا

مجہے تم سمجہنا نہ زنہار ایسا
مری حد سے رتبہ بڑہانا نہ میرا

سب انسان ہین جسطرح وہان سرفکندہ
اسیطرح ہون مین بہی ایک اوسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم

نہین بندہ ہونے مین کچہ مجہسے کم تم
کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجہے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بہی ہون اوسکا اور ایلچی(۳) بہی

(۱) صدیق انبیا پر سب سے پہلے ایمان لانیوالے اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنے والے رہبان عیسائیون کے درویش ۔ احبار عیسائیون کے علماے دین ۔ ابرار نیک بندے ۔ احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین ۔

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہٗ فقولوا عبد اللہ ورسولہ

(۳) جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے ،، قل انما انا بشر مثلکم یوحے الی ،،

اسیطرح دل اونکا ایک ات سے توڑا — ہر ایک قبلۂ کج سے مونہ اونکا موڑا

کہین ماسوے کا علاقہ نچہوڑا — خداوند سے رشتۂ بند ونکا جوڑا

کبہی کے جو پہرتے تہے مالک سے بہاگے — دئیے سر جہکا اونکے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پاگیا جب — نشان گنج دولت کا ہاتہ آگیا جب

محبت سے دل اونکا گرما گیا جب — سمان اونپہ توحید کا چہا گیا جب

سکہائے معیشت کے آداب اونکو — پڑہائے تمدن کے سب باب اونکو

وقت

جتائی اونہین وقت کی قدر و قیمت — دلائی اونہین کام کی حرص و غبت

کہا(۱) چہوڑ دینگے سب آخر رفاقت — ہون فرزند و زن اسمین یا مال و دولت

نچہوڑیگا پر ساتہ ہرگز تمہارا — بہلائی ہین جو وقت تمنے گزارا

فرصت

غنیمت ہے(۲) صحت علالت سے پہلے — فراغت۔ مشاغل کی کثرت سے پہلے

جوانی۔ بڑہاپے کی زحمت سے پہلے — اقامت۔ مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت — جو کرنا ہے کرلو کہ تہوڑی ہے مہلت

(۱) حدیث مین آیا ہے کہ یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان ویبقے معہ واحد . یتبعہ اہلہ ومالہ وعملہ فیرجع اہلہ ومالہ ویبقے عملہ

(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین اغتنم خمسا قبل خمس . شبابک قبل ہرمک . وصحتک قبل سقمک . وغناک قبل فقرک . وفراغک قبل شغلک . وحیوتک قبل موتک

یہ کہکر کیا علم پر اونکو شیدا
کہ "ہین دور رحمت سے سب اہل دنیا[1]
مگر دہیان ہے جنکو ہر دم خدا کا
ہے تعلیم کا یا سدا جنمین چرچا
نہین جنکے لیے یہان ہے نعمت خدا کی
انہین کے لیے وان ہے رحمت خدا کی"

سکہائی اونہین نوع انسان پہ شفقت
کہا ہے یہ اسلامیون کی علامت[2]
کہ ہمسایہ سے رکہتے ہین وہ محبت
شب و روز پہنچاتے ہین اوسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہین
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہین

خدا رحم کرتا نہین اوس بشر پر[3]
نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسیکے گر آفت گزر جاے سر پر
پڑے غم کا سایہ نہ اوس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش برین پر

ڈرایا تعصب سے اونکو یہہ کہکر
کہ "زندہ رہا اور مرا جو اسی پر[4]
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
وہ ساتہی ہمارا نہ ہم اوسکے یاور
نہین حق سے کچہ اوس محبت کو بہرہ
کہ جو تمکو اندہا کرے اور بہرا"

(۱) اس حدیث کے لفظ یہ ہین الا ان الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالم او متعلم –

(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین احسن الی جارک تکن مؤمنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما

(۳) یہہ دو حدیثون کا ترجمہ ہے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس . ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء

(۴) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ . حبک الشیء یعمی ویصم

پرہیزگاری

بچایا برائی سے اونکو یہ کہکر — کہ "طاعت[1] سے ترک معاصی ہے بہتر

تورع کا ہے ذات مین جنکی جوہر — نہونگے کبھی عابد اونکے برابر

کرو ذکر اہل ورع کا جہان تم — نہ لو عابدونکا کبھی نام وہان تم"

کاہلی

غریبون کو محنت کی رغبت دلائی — کہ بازو[2] سے اپنے کرو تم کمائی

خبر تاکہ لو اوس سے اپنی پرائی — نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی

طلب سے ہے دنیا کی گر یہان یہ نیت — تو چمکو گے وان ماہ کامل کی صورت"

امرا

امیرون کو تنبیہ کی اسطرح پر — کہ "ہین[3] تم مین جو اغنیا اور تونگر

اگر اپنے طبقہ مین ہون سب سے بہتر — سخی نوع کے ہون مددگار و یاور

نہ کرتے ہون بے مشورت کام ہرگز — اوٹھاتے نہون بے دھڑک گام ہرگز

تو مردون سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ — زمانہ مبارک ہے جنکو ایسا

یہ جب اہل دولت ہون اشرار دنیا — ہنو عیش مین جنکو اورنکی پروا

نہین اوس زمانہ مین کچھ خیر و برکت — اقامت سے بہتر ہے اوسوقت رحلت"

---

(۱) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذکر رجل عند رسول اللہ بعبادۃ و اجتہاد و ذکر آخر برعۃ فقال النبی صلعم لا تعدل بالرعۃ یعنی الورع

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین من طلب الدنیا حلالاً استعفافاً عن المسئلۃ وسعیاً علی اہلہ وتعطفاً علی جارہ لقی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ و وجہہ مثل القمر لیلۃ البدر

(۳) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے اذا کان امراءکم خیارکم و اغنیاءکم سمحاءکم و امورکم شوریٰ بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا ۔ و اذا کان امراءکم شرارکم و اغنیاءکم بخلاءکم و امورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا

دیے پھیر دل اونکے مکر و ریا سے
بھرا اونکے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا اونہین کذب سے افترا سے
کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق مین نہ کچھ باک اونکو
بس اک شوب مین کر دیا پاک اونکو

کہین حفظ صحت کے آئین سکھائے
سفر کے کہین شوق اونکو دلائے
مفاد اونکو سوداگری کے سجھائے
اصول اونکو فرمانروائی کے بتائے
نشان راہ و منزل کا ایک ایک دکھایا
بنی نوع کا اونکو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب
کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب
ہوئے روح سے بہرہ ور اونکے قالب
جسے (۱) راج ڈگر چکے تھے وہ پتھر
ہوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندونکی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیون کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیمون کے بیوون کے غمخوار بندے
رہِ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشہ مین مے حق کے سرشار سارے

(۱) یہ اوس پیشین گوئی کیطرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمٰعیل کے حق مین سمجھتے ہین

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے — خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے — فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی — ہرا جس سے ہونیکو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکری کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا — نہ تھا جسمیں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان — ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان ذمی کے سب حق تھے یکساں — نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی — زمانہ میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ انکی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ انکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ انکی — شریعت کے قبضہ میں تھی باگ انکی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ — جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہاں چاہیے واں کفایت
سخاوت جہاں چاہیے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت
نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جہکا حق سے جو جہک گئے اوس سے وہ بہی
رکا حق سے جو رک گئے اوس سے وہ بہی

ترقی کا جس دم خیال اونکو آیا
اک اندہیر تہا ہیچ مسکوں پہ چہایا
ہر اک قوم پر تہا تنزل کا سا
بلندی سے تہا جسنے سب کو گرایا
وہ نیشن[1] جو ہیں آج گردوں کے تارے
ڈہندلکے میں پستی کے پنہاں تہے سارے

نہ ہنگامہ تہا گرم عبرانیوں[2] کا
نہ اقبال یاور تہا نصرانیوں کا
پراگندہ دفتر تہا یونانیوں کا
پریشان تہا شیرازہ ساسانیوں کا
جہاز اہل رومہ کا تہا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایران کا تہا ٹمٹماتا

ادہر ہند میں ہر طرف تہا اندہیرا
کہ تہا گیان گن کا لدہیانے ڈیرا
ادہر تہا جہالت نے فارس کو گہیرا
کہ دل سب نے کیش ونش سے تہا پہیرا
نہ بہگوان کا دہیان تہا گیانیوں میں
نہ یزداں پرستی تہی یزدانیوں میں

(۱) یعنی یورپ کی قومیں ۔ نیشن انگریزی میں قوم کو کہتے ہیں

(۲) عبرانیوں سے مراد یہود ہیں ۔ ساسان پسر دارا کی اولاد میں جو بادشاہ ہوئے ہیں وہ ساسانی کہلاتے ہیں ۔ رومہ اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریائے ٹائبر کے بائیں کنارہ بحیرۂ شام سے سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ رومیوں کی شاہنشاہی کے عہد میں یہی شہر دار السلطنت تہا ۔ جہاز کو روما کے ساتہ اور چراغ کو عبدۃ النار یعنی قدیم اہل فارس کے ساتہ جو مناسبت ہے ظاہر ہے

ہوا(۱) ہرطرف موج زن تھی بلا کی ‏ — گلون پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی — پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پر تھا ابر ستم کا ڈڑیڑا — تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان — درندون کی اور انکی طینت تھی یکسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان — بہت دور پہنچا تھا وہان ظلم و طغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے — وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب — جہان عقل و دانش کا بھوار ہے اب
جہان علم و حکمت کی بہار ہے اب — جہان ہن برستی لگا تار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وہان نشان تک — سمندر کی آئی نہ تھی موج وہان تک

نہ رستہ ترقی کا ابتک کھلا تھا — نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا ابھی قطع کرنا پڑا تھا — جہان نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جو ہین کان مین حق کی آواز آئی — لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

(۱) زمانہ وسطی مین جو کہ حضرت عیسےٰ سے لیکر سنہ ۱۵ مسیحی تک تا چھہ سو برس یعنی الفرڈ اور شارلیمین کے عہد تک تمام یوروپ مین تاریکی اور اندھیر چھایا ہوا تھا ۔ ظلم اور بدنظمیان اور جہل و ضلالت اور بے دیانتی تمام قومون پر غالب تھی ۔ یہی حال ایشیا اور افریقہ مین تھا اوسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کھونٹ مین روشنی پھیلائی

مسلمانون کی فتح اسپین

کہٹا ایک پہاڑونسے بطحا کے وہ اوٹہی — پڑی چار سو یک بیک دہوم جسکی

کڑک اور چمک دُور دُور اوسکی پہنچی — جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی

رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی — ہری ہوگئی ساری کہیتی خدا کی

[illegible]

کیا اُمّیون⁽٢⁾ نے جہان مین اوجالا — ہوا جس سے اسلام کا بول بالا

بتون کو عرب اور عجم سے نکالا — ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبہالا

زمانہ مین پہیلائی توحید مطلق — لگی آنے گہر گہر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین — پڑی کہلبلی کفر کی سرحدون مین

ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین — لگی خاک سی اوڑنے سب معبدون مین

ہوا کعبہ آباد سب گہر اوجڑ کر — جمے ایک جا سارے دنگل بچہڑ کر

[illegible]

لئے علم و فن اونسے نصرانیون نے — کیا کسب اخلاق روحانیون⁽٣⁾ نے

ادب اونسے سیکہا صفاہانیون نے — کہا بڑہکے لبیک یزدانیون نے

ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا — کوئی گہر نہ دنیا مین تاریک چہوڑا

(١) اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑہے پانسو میل ہے۔ ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور لسبن مین سمندر سے جا کر ملی ہے۔

(٢) اُمّی ان پڑہ کو کہتے ہین ۔ عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تہا اسواسطے وہانکے باشندون کو اُمّی کہا گیا ہے

(٣) روحانیون سے وہ لوگ مراد ہین جو صرف روحانی تعلیم کو ضروری جانتے ہین ۔ یزدانی مجوسی ہین

ارسطو کے مردہ فنون کو جلایا (۱) — افلاطون کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا — ہر علم و حکمت کا سب کو چکھایا

کیا ہر طرف پردہ چشم جہان سے — جگایا زمانہ کو خواب گران سے

ہر اک میکدہ سے بھر اجا کے ساغر — ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر — گرہ مین لیا باندھ حکم پیمبر

کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو (۲) — جہان پاؤ اپنا اوسے مال سمجھو

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ — ہر اک کام مین سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت مین بے مثل و یکتا ہوئے وہ — زراعت مین مشہور دنیا ہوئے وہ

ہر اک ملک مین اونکی پھیلی عمارت — ہر اک قوم نے اونسے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر ملک ویران — مہیا کئے سب کے راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان — اونھین کردیا رشک صحن گلستان

بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے — یہ سب پود اونھین کی لگائی ہوئی ہے

(۱) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون مین سے ہے ۔ سکندر اعظم کا استاد اور افلاطون کا شاگرد ہے ۔ حضرت عیسےٰ سے تین سو بائیس برس پہلے ترسیٹھ برس کی عمر مین مرا ۔ افلاطون ایتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بھی نہایت مشہور حکیم ہے ۔ اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسےٰ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا

(۲) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ الحکمۃ ضالۃ المومن فحیث وجدھا فھو احق بہا

یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفا (۱) — دو طرفہ برابر درختوں کا سایا
نشاں جا بجا میل و فرسخ کے برپا — سرِ رہ کوئیں اور سرائیں مہیا
اونہیں کے ہیں سب نے یہ چربے اوتارے — اوسی قافلہ کے نشاں ہیں یہ سارے

سدا اونکو مرغوب سیر و سفر تھا — ہر اک بر اعظم (۲) میں اونکا گذر تھا
کھنگالا ہوا اونکا سب بحر و بر تھا — جو لنکا میں تھے اونکا بربر (۳) میں گھر تھا
وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو — گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہاں کو ہے یاد اونکی رفتار اب تک — کہ نقش قدم ہیں نمودار اب تک
ہیں سیلون (۴) میں اونکے آثار اب تک — اونہیں رو رہا ہے ملیبار اب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات اونکے ازبر — نشاں اونکے باقی ہیں جبر الطر (۵) پر

(۱) شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت میں ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے رستہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلہ سے ایک ایک پختہ سرا بنوائی۔ لب سڑک جابجا کوئیں اور مسجدیں بنوائیں۔ ہر مسجد میں امام اور موذن مقرر کیا۔ ہر سرا میں مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکھے تاکہ سبکو آرام ملے۔ سڑک کے دونو طرف درخت لگوائے۔ کوس کوس بھر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے رستہ کا اندازہ ہو۔

(۲) یعنی جتنے بر اعظم اوسوقت تک انسان کو معلوم تھے ایشیا یورپ افریقہ سب میں عرب کا گذر تھا۔

(۳) افریقہ میں جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اوسکی شمالی ملک کو بربر کہتے ہیں۔

(۴) سیلون لنکا کو کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر جو ملک ہے اوسے ملیبار کہتے ہیں۔ سیلون اور ملیبار میں ابتک عرب کی نسل موجود ہے۔ (۵) جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہیں۔ ابو عبد الرحمن موسے بن نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجی تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہنچا تھا گویا یہ پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تھا اسی لئے اسکے یہ دونو نام رکھے گئے

نہین اس[۱] طبق پر کوئی بر اعظم — نہون جسمین اونکی عمارات محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم — بناؤن سے ہے اونکی معمور عالم

تہین کوہ آدم سے تا کوہ بیضا — ملیگا جہان جاؤ گے کہوج اونکا

وہ سنگین محل اور وہ اونکی صفائی — جمی جنکے کہنڈرون پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تہے جنکے طلائی — وہ معبد جہان جلوہ گر تہی خدائی

زمانے کو اونکی برکت اوٹہالی — نہین کوئی ویرانہ پر اونسے خالی

ہوا اندلس[۲] اونسے گلزار یکسر — جہان اونکے آثار باقی ہین اکثر
جو چاہے کوئی دیکہہ لے آج جاکر — یہ ہے بیت حمرا کے گویا زبان پر

کہ تہے آل عدنان سے میرے بانی — مین ہون اس زمین پر عرب کی نشانی

(۱) اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین ۔ دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرہ کیسپین کے جنوب مین واقع ہے ۔ پہلے یہ دونو ملک ایران کی حدود مین شامل تہے اب روس کے ماتحت ہین ۔ لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہے اوسمین سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدم یا کوہ آدم ہے کوہ بیضا اندلس مین ہے جسکو اہل یوروپ سئرا البیڈا کہتے ہین ۔ چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتے ہے اسلئے عرب اسکو قلۂ بیضا کہتے تہے ۔ اور اسکا قدیم نام سئرا ہے ۔

(۲) اندلس یعنی اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی ۔ یہ عمارت شہر گرینیڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تہے اہل اسلام کی بڑی یادگار ہے ۔ خلفاے بنی امیہ مین سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین تیار ہوئی تہی اور اٹہارہوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چہین لی ۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لئے خلفاے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تہے آل عدنان کہا گیا ہے ۔

آثار صنائع دیار اسلام

عمارات اندلس

ہویدا ہے غرناطہ[1] سے شوکت اونکی
بطلیوس کو یاد ہے عظمت اونکی

عیاں ہے بلنسیہ سے قدرت اونکی
پٹکتی ہے قادس مین سر حسرت اونکی

نصیب اونکا اشبیلیہ مین ہے سوتا
شب و روز ہے قرطبہ اون کو روتا

کوئی قرطبہ کے کہنڈر جاکے دیکھے
حجازی امیرون کے گہر جاکے دیکھے

مساجد کے محراب و در جاکے دیکھے
وہ اوجڑا ہوا کرّ و فر جاکے دیکھے

جلال اونکا کہنڈرونمین ہے یون چمکتا
کہ ہو خاک مین جیسے کندن دمکتا

(۱) غرناطہ (گرینڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے ۔ ابو علی عمر بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۔ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے ۔ بطلیوس (بدجور) قرطبہ کے شمال مغرب مین چہہ دن کے فاصلہ پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن عمر افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تہین ۔ ابن قلاس نے اسکی یاد مین بہت حسرت ناک شعر لکہے ہین ۔ قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چہوٹا سا جزیرہ بارہ میل لمبا خلیج زقاق (بے اف کیڈس) کے متصل واقع ہے اشبیلیہ (سویل) اندلس کے دارالخلافون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر واقع ہے قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتہر کی ہے ۔ اسمین سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفا خانے اور اسی عام مدرسے خلفاے امویّہ کے عہد مین تہے ۔ ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تہا جسکا نام زہرا رتہا اور جسکا ذکر سید یحیے قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے ۔

وہ مشہور پایۂ تخت عباسیون کا (۱) — لب دجلہ اوڑتا تہا جسکا پھریرا
تر و خشک پر جسکا پڑتا تہا سایہ — عراقِ عرب جسپہ تہا فخر کرتا
ہوئی سرنگون جسکی مارے سے جھنڈی — ہے جو آج کل ایک تجارت کی منڈی
سُنے گوشِ عبرت سے گر جاکے انسان — تو وہان ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تہا جن دنون مہر اسلام تابان — ہوا یہان کی تہی زندگی بخش دوران
پڑی خاکِ اتہینز (۲) مین جان یہین سے — ہوا زندہ پھر نام یونان یہین سے

(۱) اس سے مراد بغداد ہے جو سنہ ۱۳۲ ہجری سے سنہ ۶۵۶ تک عباسیون کا دار الخلافہ رہا ۔ یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونو کنارون پر آباد ہے ۔ غربی کنارہ کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رُصافہ ۔ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنی عراق عجم ہے ایسکے مشہور شہر قادسیہ ۔ کوفہ ۔ بغداد ۔ مدائن ۔ بابل ۔ نہروان ۔ واسط ۔ بصرہ ۔ وغیرہ ہین ۔

(۲) یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الحکومت ہے ۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور مقنن اسی شہر کے تہے ۔ اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے تہے ۔ خلفاے عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی فارسی سنسکرت سریانی وغیرہ کے بے شمار ترجمے عربی زبان مین ہوئے ۔ ابو جعفر منصور نے ایلچی بہیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے ۔ تحریر اقلیدس ۔ مجسطے اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا رشید نے اکثر علوم مین بڑی بڑی کتابین لکھوائین ۔ مامون نے جزیرہ قبرس سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہنچائین اور یوروپ مین جہان کہین ان کتابون کا پتا لگا وہان سے طلب کین ۔

وہ لقمان[1] و سقراط کے دُرِّ مکنون
وہ اسرار بقراط و دیوِ فلاطون

ارسطو کی تعلیم سولن کے قانون
پڑے تھے کسی قبر کہنہ مین مدفون

یہین آکے مہر سکوت اونکی ٹوٹی
اسی باغ رعنا سے بو اونکی پھوٹی

یہ تھا علم پر وہان توجہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم

کسی طرح پیاس اونکی ہوتی نہ تھی کم
بجھاتا تھا آگ اونکی بارانِ شبنم

حریم خلافت مین اونٹون پہ لدکر
چلے آتے تھے مصر و یونان کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن
یہ تھا اونکی کرنون سے تا غرب روشن

نوشتون سے ہین جنکے اب تک مزین
کتب خانۂ پیرس و روم و لندن

پڑا غلغلہ جنکا تھا کشورون مین
وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

(۱) لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ ہے جو حضرت عیسٰے سے تقریبًا چہہ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے ۔ اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہوئے ہین ۔ یورپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنہون نے وحشیون کو شایستہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشون کو فرمان بردار بنایا ہے ۔ آخر مقام ڈلفی مین اسپر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مار گیا ۔ سقراط ایتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ ہے اسکے وعظ اور نصیحت کی تمام یونان مین دہوم تہی ۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کئے ہین حضرت عیسٰے سے چار سو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اوسی مین وفات پائی ۔ سولن بہی ایتھنز کا رہنے والا تہا ۔ یہ اور لائی کرگس یونان کے مشہور مقنن ہین ۔

وہ سنجار(۱) کا اور کوفہ کا میدان
کرہ کی مساحت کے پہیلے سامان
فراہم ہوئے جسمین مساح دوران
ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان
زمانہ وہان آجتک نوحہ گر ہے
کہ عباسیون کی سبہا دہ کدہر ہے

سمرقند(۲) سے اندلس تک سراسر
سواد مراغہ مین اور قاسیون پہ
اونہین کی رصدگاہین تہین جلوہ گستر
زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین
وہ اسلامیون کے منجم کہان ہین

(۱) زمین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اوسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے ۔ یہان ایک بہت بڑا لق و دق میدان ہے جسکو عرب بریّہ کہتے ہین ۔ ایکبار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوئے اور کرہ ارض کے ایک درجہ دائرہ عظیمہ کی پیمایش کی اور محیط کرہ کو چوبیس(۲۴) ہزار میل مشخص کیا ۔ موسی بن شاکر کے چارون بیٹے جنکی کتاب حیل بنی موسے مشہور ہے یعنی ابوجعفر ۔ محمد ۔ احمد ۔ حسین ۔ اس کام پر بہیجے گئے تہے ۔

(۲) سمرقند اور اندلس کی رصدگاہونکے کہنڈر ابتک موجود ہین ۔ مراغہ آذربیجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے ۔ اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تہی ۔ قاسیون ایک دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے ۔ مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تہا مامون رشید نے سنہ ۲۱۵ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبد الملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تہین ۔ سنہ ۲۱۸ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چہوڑ دی گئین پہر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین ویجن بن رستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی

مورخ ہین جو آج تحقیق والے | تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنہون نے ہین عالم کے دفتر کھنگالے | زمین کے طبق سربسر چھان ڈالے

عرب ہی نے دل اونکے جاکر ابھارے | عرب ہی سے وہ ہرنے سیکھے [illegible]

اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا | ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آرہا تھا | شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا

سر رہ چراغ ایک عرب نے جلایا | ہر ایک قافلہ کا نشان جس سے پایا

(۲) گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا | لگا یا پتا جسنے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا | کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون | نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

(۱) یعنی اہل یوروپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فایق ہین اور جنہون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومون کی قدیم مذہبی کتابون سے زمانہ قدیم کے حالات استخراج کئے ہین اس فن مین اونکے اقرار کے موافق اونکے اُستاد عرب ہی تھے ۔ افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان ۔ جرمنی ۔ فرانس اور روم کے کتب خانون مین دفتر دفتر موجود ہین ۔ ابو راشد ۔ حاجی خلفہ ابن بطوطہ ۔ ابن العاثر محریطی ۔ مسعودی ۔ طبری ۔ حمزہ ۔ صفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کی کتاب بہی ہمنے کبھی نہین دیکھی مگر یہ سب بیبہا نسخے یوروپ کے کتب خانون مین جابجا موجود ہین

(۲) اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین ۔ جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بد حافظہ یا جہوٹا یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرنا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول باتوی الحفظ یا سچا یا معتمد علیہ وغیرہ ٹہیرانا ۔

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو | اسی شوق مین طی کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علمِ دین جس بشر کو | لیا اوس سے جا کر خبر(۱) اور اثر کو

پہر آپ اوسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر | دیا اَور کو خود مزا اوسکا چکھکر

کیا فاش راوی مین جو عیب پایا | مناقب(۲) کو چہانا مثالب کو تایا
مشائخ مین جو قبح نکلا جتایا | ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا | نہ مُلّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال(۳) اور اسانید کے جو ہین دفتر | گواہ اونکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تہا اونکا احسان یہ اک اہل دین پر | وہ ہین اسمین ہر قوم و ملت کے رہبر

لبرٹی مین جو آج فائق ہین سب سے | بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

(۱) خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین

(۲) مناقب خوبیان ۔ مثالب عیوب ۔ محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہے ۔ اگر پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکھا اوسے ظاہر کر دیا اور اگر فاسقون مین کوئی خوبی پائی اوسے بہی اخفا نہین کیا ۔ یہ طریقہ بہی اہل یوروپ نے عرب ہی سے سیکہا ۔

(۳) رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکہا گیا ہے اور اسانید سے مراد علم حدیث ہے جسمین متن حدیث کے ساتہہ ایک ایک راوی کا نام ذکر کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکہا ہے کہ ،، علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسے کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جسنے مسلمانون کی طرح بارہ سو برس تک علما کے حالات زندگی لکہے ہون ۔ ہمکو پانچ لاکہہ مشہور عالمون کا تذکرہ انکی کتابون سے مل سکتا ہے ،، لبرٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین ۔

فصاحت عرب

فصاحت کے دفتر تہے سب گاوخوردہ ۔ بلاغت کے رستے تہے سب ناسپردہ
اودہر روم کی شمع انشا تہی مردہ ۔ ادہر آتش پارسی تہی فسردہ

یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی (۱) ۔ کہلی کی کہلی رہگئی آنکہہ سب کی

عرب کی جو دیکہی وہ آتش زبانی ۔ سنی برمحل اونکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دلمین ریشہ دوانی ۔ وہ خطبون کی مانند دریا روانی

وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسون کے ۔ تو سمجھے کہ گویا ہم ابتک تہے گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تہا مدح و ذم کا ۔ نہ ڈہب یاد تہا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین و عظ و حکم کا ۔ خزانہ تہا مدفون زبان اور قلم کا

نوا سنجیان اونسے سیکہین یہ سب نے ۔ زبان کہولدی سبکی نطق عرب نے

(۱) فصاحت بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تہا ۔ معرکہ جنگ مین اونکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑہتے تہے اور مخالفون کے جی چہوٹ جاتے تہے ۔ اونہین کی زبانین تہین جو لڑائیون مین تیر و سنان کا کام دیتی تہین ۔ جان ڈیون پورٹ نے لکہا ہے کہ " عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین ازسر نو جان ڈالی تہی " اور نیشنل ٹرینسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اسبات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ " فن ادب اور خصوصًا قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑہکر نہین ہوا " اہل یورپ کے ہان جو آب اسپیچ کا دستور ہے جو کہ عام جلسون اور قومی مجمعون مین اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے غالبًا اندلس کے مسلمانون سے اونکے ہان پہنچی ہے ۔

زمانہ مین پہلی طب اونکی بدولت ۔ ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت

نہ صرف ایک مشرق مین تہی اونکی شہرت ۔ مسلم تہی مغرب تک اونکی حذاقت

سالرنو (۱) مین جو ایک نامی مطب تہا ۔ وہ مغرب مین عطار مشک عرب تہا

ابوبکر رازی . علی ابن عیسےٰ (۲) ۔ حکیم گرامی حسین ابن سینا

حنین ابن اسحق قسیس دانا ۔ ضیاء ابن بیطار راس الاطبا

انہیں کے ہین مشرق مین سب نام لیوا ۔ انہیں سے ہوا پار مغرب کا کہیوا

(۱) سالرنو . نیپلس صوبۂ اٹلی کا مشہور شہر ہے . وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تہا جسمین طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تہی اور تمام یوروپ سے لوگ طب سیکہنے کو یہان آتے تہے (رسالہ کوس موس مصنفہ ہنبرلٹ جلد ۲)

(۲) اسکی تصنیفات ۱۱۳ ضبط کی گئی ہین جنمین سے اکثر طب مین ہین . اول رَیّ مین اور پہر بغداد مین مدتون علاج کیا اور آخر عمر مین اندہا ہوگیا . سنہ ۳۲۰ ہجری مین وفات پائی . علی ابن عیسےٰ کو چیمبرس کی سائیکلوپیڈیا مین نہایت نامی اطبائے اسلام مین سے شمار کیا ہے . ابو علی الحسین کا قانون صدہا برس تک یوروپ کے مدرسون مین پڑہایا گیا ہے . اسکی تصنیفات مختلف علوم مین چالیس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۱۴ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان العرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہین . سنہ ۴۲۸ ہجری مین اٹہاون برس کی عمر مین مرا اور ہمدان مین مدفون ہوا . حُنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے . چونکہ اسنے خلفاے عباسیہ کے ہان نشو و نما پائی تہی اور متوکل کے عہد مین سررشتۂ ترجمہ کا افسر بہی تہا اور اسکا وطن بہی عراق عرب تہا اسلیئے حکماے اسلام مین شمار کیا گیا ہے . ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات مین بے مثل و یکتا تہا . نباتات کی تحقیقات مین دور دور کے سفر کیے ادویہ مفردہ کے بیان مین اکثر کتابون کا ماخذ اسکی تصنیفات ہین مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تہے سنہ ۶۴۶ ہجری مین وفات پائی

عرب کے علوم

غرض فن ہین جو مایۂ دین و دولت
طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت
سیاست تجارت عمارت فلاحت
لگاؤگے کہوج اونکا جا کر جہان تم
نشان اونکے قدمون کے پاؤگے وہان تم

عرب کا فیضان

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا
مگر اک جہان ہے غزلخوان عرب کا[1]
ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا
سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومین جو ہین آج سرتاج سبکی
کنوڈی رہینگی ہمیشہ عرب کی

رہے جبتک ارکانِ اسلام برپا
چلن اہلِ دین کا رہا سیدہا سادہ
رہا میل سے شہد صافی مصفا
رہی کہوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تہا کوئی اسلام کا مردِ میدان
علم ایک تہا شش جہت مین درفشان

تنزل اہل اسلام

پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا
گیا چہوٹ سررشتہ دین ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا
تو پورا ہوا عہد تہا جو خدا کا
کہ ،، ہمنے بگاڑا[2] نہین کوئی ابتک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک ،،

(۱) یوروپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن ۔ ہنری لوئیس ۔ ڈاکٹر ہیلی ۔ سڈلیو فرانسیسی ۔ سکندر ہمبلٹ وغیرہ وغیرہ اسبات کے معترف ہین کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تہا ۔

(۲) جیسا سورۂ رعد مین وارد ہے کہ ،، ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتےٰ یغیر وا ما بانفسہم ،، یعنی خدا تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہین بدلتے

بڑے اونپہ وقت آکے پڑنے لگے اب — وہ دنیا مین بگڑکر اوجڑنے لگے اب
بہرے اونکے میلے بچہڑنے لگے اب — بنے تہے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کہیتیان جل گئین لہلہا کر — گہٹا کہل گئی سارے عالم پہ چہا کر

نہ ثروت رہی اونکی قائم نہ عزت — گئے چہوڑ ساتہ اونکا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اونسے ایک ایک رخصت — مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی — اک اسلام کا رہگیا نام باقی

تمثیل اقوام عروج و زوال

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا — کہ آتی ہو وہانسے نظر ساری دنیا
چڑہے اوسپہ پہر ایک خرد مند دانا — کہ قدرت کے دنگل کا دیکہے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ — کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکہیگا ہرسو ہزارون چمن وان — بہت تازہ تر صورت باغ رضوان
بہت اونسے کمتر پہ سرسبز و خندان — بہت خشک اور بے طراوت مگر وان
نہین لائے گو برگ و بار اونکے پودے — نظر آتے ہین ہونہار اونکے پودے

تمثیل حالت اسلام

پہر ایک باغ دیکہیگا اوجڑا سراسر — جہان خاک اوڑتی ہے ہرسو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر — ہری ٹہنیان جہڑ گئین جسکی جلکر
نہین پہول پہل جسمین آنیکے قابل — ہوئے روکہہ جسکے جلانیکے قابل

جہان نہر کا کام کرتا ہے باران — جہان آکے دیتا ہے رُت ابر نیسان

تردد سے جو اور ہوتا ہے ویران — نہین اس جسکو خزان اور بہاران

یہ آواز پیہم وہان آرہی ہے — کہ اسلام کا باغِ ویران یہی ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا — نشان جسکا اقصاے عالم مین پہنچا

مزاحم ہوا کوئی خطرہ جسکا — نہ عُمّان[1] مین ٹہٹکا نہ قلزم مین جہجکا

کئے پے سپر جسنے ساتون سمندر — وہ ڈوبا دہانہ مین گنگا کے آکر

اگر کان دہر کر سنین اہل عبرت — تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت

زمین روکہہ بن پہول پہل ریت پربت — یہ فریاد سب کر رہے ہین بحسرت

کہ «کل فخر تہا جنسے ہندوستان کو — ہوئے آج سب ننگ ہندوستان ڈوبا

حکومت نے تمسے کیا گر کنارا — تو ہمین نہ تہا کچہ ہمارا اجارہ

زمانہ کی گردش سے ہے کسکو چارہ — کبہی یہان ہے ہمن کبہی یہان ہے دارا

نہین بادشاہی کچہ آخر خدائی — جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی — کہ تعلیم جاری ہو خیر الورے کی

پڑی دہوم عالم مین دین ہدیٰ کی — تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی

کہ پہیلاؤ دنیا مین حکم شریعت — کرو ختم بندون پہ مالک کی حجت

(۱) خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے۔ پرڈسی یعنی بحر احمر کو قلزم کہتے ہین

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت — رہی اب نہ اسلام کو اوسکی حاجت
مگر حیف اے فخرِ آدم کی امت — ہوئی آدمیت بہی ساتہ اوسکے رخصت

حکومت تہی گویا کہ ایک جہول تیز — کہ اوڑتے ہی اوسکے نکل آئے جوہر

زمانہ مین ہین ایسی قومین بہت سی[(1)] — نہین جنمین تخصیص فرمانروی کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہوگی — کہ گہر گہر یہ یہان چہاگئی اکے پستی

خروس اور شہباز سب اوج پر ہین — مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تہا — ہر اک کہونٹ مین جسکا برپا علم تہا
وہ فرقہ جو آفاق مین محترم تہا — وہ امت لقب جسکا خیر الامم تہا

نشان اوسکا باقی ہے صرف اسقدر یہان — کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بہی مسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو ہین — ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین — طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین

نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی — اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے — کمینون سے بد تر ہمارا چلن ہے
لگا نامِ آبا کو ہمسے گہن ہے — ہمارا قدم ننگِ اہلِ وطن ہے

بزرگون کی توقیر کہوئی ہے ہمنے — عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

(1) جیسے پارسی ۔ یہودی ۔ ہندو وغیرہ ۔ خروس سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین

۷

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہین ہم
نہ درباریون مین سرافراز ہین ہم
نہ علمون مین شایان اعزاز ہین ہم
نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہین کچھہ اوبہرنیکی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین نہ مردِ سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بیخبر ہین
یہ دیوارین گہر کی جو پیشِ نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہین
ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی اونکی دنیا وہی اونکا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسیطرح کے اور بہی نام اکثر
کتابون مین پڑہتے رہے ہین برابر
یہ جب تک نہ دیکھین کہین کس یقین گر
کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر

تضییع اوقات

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت | وہ شائستہ ملکوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت | وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہیں اسکی وقعت نظر میں ہماری | یونہیں مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہمسے مانگے کوئی ایک پیسا | تو ہوگا کم وبیش بار اوسکا دینا
مگر ہاں وہ سرمایۂ دین و دنیا | کہ ایک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہیں کرتے خسّت اوڑانے میں اوسکے | بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اوسکے

اگر سانس دن بہر کے سب گنیں ہم | تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمیں کل کے لئے کچھ فراہم | یونہیں گذرے جاتے ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں | کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

گڈریے کا وہ حکم بردار کتا | کہ بہیڑوں کی ہر دم ہے رکہوال کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کہڑکا | تو وہ شیر کی طرح پہرتا ہے بپہرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہمسے بہتر | کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بہر

اہل یوروپ کا ضبط اوقات

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں | ذخیرے ہر اک جنس کے بہر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دہر چکی ہیں | ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اوسیطرح راہ طلب میں ہیں پویا | بہت دور ابہی اونکو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ ۔ کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ ۔ کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اوکتاتے ہیں وہ ۔ بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں ۔ جمادات کی طرح بار زمیں ہیں
ہیں دنیا میں ایسے کہ گویا نہیں ہیں ۔ زمانہ سے کچھ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا ۔ وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی ۔ خود اقبال ہے آج اونکا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی ۔ زمانہ کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہیں تعلیم اولاد سے وہ ۔ نہ غافل ہیں ہستی بنیاد سے وہ

دکان اونکی ہے اور بازار اونکا ۔ بنج اونکا ہے اور بیوہار اونکا
زمانہ میں پھیلا ہے بیوپار اونکا ۔ ہے پیر و جوان برسرِ کار اونکا
مدار اہلکاری کا ہے اب اونہیں پر ۔ اونہیں کے ہیں آفس اونہیں کے ہیں دفتر

معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ ۔ گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ ۔ نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اونکو ۔ نہ محنت مشقت سے کچھ عار اونکو

طبیعت مین ایک ایک کی ہے جو جاری | برا سنکے کرتے ہین وہ بُرد باری
تواضع ہے سبکی رگ و پے مین ساری | دماغ اونکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتون مین اونکی حقارت کسیکی | نہ جلسونمین اونکے مذمت کسیکی

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ | پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر ایک سانچہ مین جا کے ڈہل جاتے ہین وہ | جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضے جانتے ہین | زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہین

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی | کہ یکسان ہے وان سب بلندی و پستی
نہین ابتک اصلا خبر ہمکو یہ بھی | کہ ہے کون مردار کتنا ترقی
جدہر کہو لکر آنکھہ ہم دیکھتے ہین | زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہین

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا | کہ ہے آشتی مین مرے یہان گزارا
نہین پیروی جنکو میری گوارا | مجھے اونسے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رخ نہین ناؤ چلتی | چلو تم ادہر کو ہوا ہو جدہر کی

چمن مین ہوا آچکی ہے خزان کی | پھری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خوان کی | کوئی دم مین حالت ہے اب گلستان کی
تباہی کے خواب آرہے ہین نظر سب | مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

فلاکت جسے کہیے اُمّ الجرائم | نہیں رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم | مصلی ہیں دلجمع جس سے نہ صائم
وہ یوں اہل اسلام پر چھا رہی ہے | کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہیں مکر کے گر سکھاتی ہے ہمکو | کہیں جھوٹ کی لو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالیں سجھاتی ہے ہمکو | خوشامد کی گھاتیں بتاتی ہے ہمکو
فسوں جب کہ باقی نہیں کارگر وہ | تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہاں جتنے تو ہیں ہمارے سوا ہیں | ہزاروں نہیں خوش ہیں تو دو بینوا ہیں
یہاں لاکھ ہیں دو اگر اغنیا ہیں | تو سو نیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں
ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر ہم | تو سمجھیں کہ ہیں مبتذل کسقدر ہم

بگاڑے ہیں گردش نے جو خاندانی | نہیں جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلوں میں ہے یہ تعلیم سب نے بٹھائی | کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی
جہاں قدردانوں کا ہیں کھوج پاتے | پہنچتے ہیں واں مانگتے اور کھاتے

کہیں باپ دادا کا ہیں نام لیتے | کہیں روشناسی سے ہیں کام لیتے
کہیں جھوٹے وعدوں پہ ہیں دام لیتے | یونہیں سبکو دم دیکے ہیں دام لیتے
بزرگوں کے نازاں ہیں جس نام پر وہ | اوسے بیچتے پہرتے ہیں دربدر وہ

یہ ہین ڈہنگ اون تازہ آفت زدون کے — بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
یہی ایک عالم ہے آگاہ جنسے — کہ ہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنہین دیس مین دیس سب جانتے ہین — حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے — پرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانون مین قصون مین جنکا بیان ہے — بہت نسل پر ننگ اونکی جہان ہے
نہین اونکی قدر اور پرسش کہین اب — اونہین بہیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ چلمون کی سلگانیوالے — بہت گہاس کی گٹھریان لانیوالے
بہت دربدر مانگ کر کہانیوالے — بہت فاقے کر کر کے مر جانیوالے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہین وہ جوہر — تو نکلین گے نسل ملوک اونمین اکثر

انہین کے بزرگ ایکدن حکمران تہے — انہین کے پرستار پیر و جوان تہے
یہی مامن عاجز و ناتوان تہے — یہی مرجع دیلم و اصفہان تہے
یہی کرتے تہے ملک کی گلّہ بانی — انہین کے گہر ونمین تہی صاحبقرانی

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے — کہ شاہون کی اولاد در در گدا ہے
جسے سنئے افلاس مین مبتلا ہے — جسے دیکہئے مفلس و بینوا ہے
نہین کوئی اونمین کمانے کے قابل — اگر ہین تو ہین مانگ کہانے کے قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یہان
گدائی کی ہین صورتین نت نئی یہان
نہین حصر کنگلون پہ گدیہ گری یہان
کوئی دے تو منگتون کی ہے کیا کمی یہان

بہت ہاتھ پہیلائے زیر ردا ہین
چھپے اوجلے کپڑون مین اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہکے مسجد کے بانی
بہت بنکے خود سیّدِ خاندانی
بہت سیکھکر نوحہ و سوز خوانی
بہت مدح مین کرکے رنگین بیانی

بہت آستانون کے خُدّام بنکر
پڑے مانگتے کہاتے پہرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین
ہنر اَور پیشہ کو جو خوار سمجھین
تجارت کو کہیتی کو دشوار سمجھین
فرنگی کے پیسے کو مُردار سمجھین

تن آسانیان چاہین اور آبرو بہی
وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

کرین نوکری بہی تو بے عزتی کی
جو روٹی کمائین تو بے حُرمتی کی
کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی
قسم کہائیے انکی خوش قسمتی کی

امیرون کے بنتے ہین جب مصاحب
تو جاتے ہین ہو کر حمیت سے تائب

کہین اونکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پہبتیان کہکے انعام پانا
کہین چھیڑ کر گالیان سب سے کہانا

یہ کام اَور بہی کرلیتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بہائی سے بن آئین جیسے

تونگر مسلمان

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے
خمیر اونکا اور اونکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اونکو جو ناسزا ہے
روا ہے او نہین سبکو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکو نام اونسے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اونسے

ہر اک بول پر اونکے مجلس فدا ہے
ہر اک بات پر ہان درست اور بجا ہے
نہ گفتار مین اونکی کوئی خطا ہے
نہ کردار اونکا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اونکو
بنایا ندیمون نے فرعون اونکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا
وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبے
سلیمانؑ نے کی جسکی حق سے تمنا
بڑہا جس سے آفاق مین نام کسرے
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران
کیا جسنے یوسفؑ کو مسجود اخوان

ملا ہے یہ فخر اوسکو انکی بدولت
کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت
کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہان کے لئے جو کہ آب بقا ہے
وہ اس قوم کے حق مین سمّی ہوا ہے

اودہر مال و دولت نے یہان مونہہ دکھایا
اودہر ساتھ ساتھ اوسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گہر پہ ثروت کا سایا
عمل وہان سے برکت نے اپنا اوٹھایا
نہین اس یہان چار پیسے کسیکو
مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو
بہائم سے نسبت ہو جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو
نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو
وہ یہاں اہل دولت کو ہیں شیر مادر
نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی
تو دولت بہت سی اسی میں لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی
تو کردی بہرے گہر کی دم میں صفائی
پہر آخر لگے مانگنے اور کہانے
یونہیں مٹ گئے یہاں ہزاروں گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اونکو اصلا
نہ انجام کا اپنے کچھ اونکو کھٹکا
نہ فکر اونکو اولاد کی تربیت کا
نہ کچھ ذلت قوم کی اونکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اونکا نہ دین پر
خدا کو وہ کیا مونہ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہیں مسخ اونہیں پہلے تونگر
کمال اونمیں رہتے ہیں باقی نہ جوہر
نہ عقل اونکی ہادی نہ دین اونکا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبے میں دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گزرنا
تعیش میں جینا نمایش پہ مرنا
سدا خواب غفلت میں بیہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے ایک جہان ہے — تو بےفکر ہین کیونکہ گہر مین سمان ہے
اگر باغِ اُمت مین فصلِ خزان ہے — تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے

یہی نوعِ انسان کا حق اونپہ کیا ہے — وہ ایک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ — بسر کرتے ہین بےغمِ قُوتِ نان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ — مکان رہتے ہین رشکِ خُلدِ جنان وہ

نہین چلتے وہ بے سواری قدم بہر — نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بہر

کمربستہ ہین لوگ خدمت مین اونکی — گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اونکی
نفاست بہری ہے طبیعت مین اونکی — نزاکت سو داخل ہے عادت مین اونکی

دوا مین مشک اونکی اوٹہتا ہے میرو ن — وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرو ن

یہ ہوسکتے ہین اونکے ہمجنس کیونکر — نہین چین جنکو زمانہ سے دم بہر
سواری کو گہوڑا نہ خدمت کو نوکر — نہ رہنے کو گہر اور نہ سونے کو بستر

پہننے کو کپڑا نہ کہانے کو روٹی — جو تدبیر اولٹی تو تقدیر کہوٹی

یہ پہلا سبق تہا کتاب ہُدیٰ کا — کہ ہے ساری مخلوق کنبا خدا کا[1]
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان — کہ کام آئے دنیا مین انسان کے انسان[1]

(۱) یہ دو حدیثین ہین ۱ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ۲ الدین النصیحۃ

عمل جنکا تہا اس کلام متین پر[1] — وہ سرسبز ہین آج روی زمین پر
تفوق ہے اونکو کہین تو ہمین پر — مدار آدمیت کا ہے اب اونہین پر

شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے — وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہین گمراہ جنکو مسلمان — نہین جنکو عقبے مین امید غفران
نہ حصہ مین فردوس جنکے نہ رضوان — نہ تقدیر مین حور جنکے نہ غلمان

پس از مرگ دوزخ ٹہکانا ہے جنکا — حمیم[2] آب و زقوم کہانا ہے جنکا

وہ ملک اور ملت پہ اپنے فدا ہین — سب آپسمین ایک ایک کے خیر خواہ ہین
اولوالعلم ہین اونمین یا اغنیا ہین — طلبگار بہبود خلق خدا ہین

یہ تمغا تہا گویا کہ حصہ اونہین کا — کہ تہا حُبُّ الوطن[3] ہے نشان مومنین کا

امیرون کی دولت غریبون کی ہمت — ادیبون کی انشا حکیمونکی حکمت
فصیحونکے خطبے شجاعون کی جرات — سپاہی کے ہتیار شاہونکی طاقت

دلونکی اومنگین امیدونکی خوشیان — سب اہل وطن اور وطن پر ہین قربان

(۱) یعنی یوروپ کی قومین جو قوم کی ہمدردی اور وطن کی حمایت اور تمام نوع انسان کی دستگیری اور امداد مین سارے جہان سے فائق ہین ۔

(۲) حمیم گرم پانی جو دوزخیون کو پلایا جائیگا ۔ زقوم اہل دوزخ کے لیے ایک قسم کی خوراک ہوگی ۔

(۳) جیسا حدیث مین آیا ہے حُبُّ الوطن من الایمان ۔

ہمدردی کا نتیجہ

عروج اونکا جو تم عیاں دیکھتے ہو ‎ | ‎ جہان مین اونہین کامران دیکھتے ہو

مطیع اونکا سارا جہان دیکھتے ہو ‎ | ‎ اونہین برتر از آسمان دیکھتے ہو

یہ ثمرے ہین اونکی جوانمردیون کے ‎ | ‎ نتیجے ہین آپس کی ہمدردیون کے

ہمت والے مسلمان دولتمند

غنی ہم ہین جو کہ ارباب ہمت ‎ | ‎ مسلم ہے عالم مین جنکی سخاوت

اگر ہے مشائخ سے اونکو عقیدت ‎ | ‎ تو ہے پیرزادون پہ وقف اونکی دولت

نکمے ہین دن رات وہان عیش کرتے ‎ | ‎ پہ نوکر ہین جتنے وہ بھوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے ‎ | ‎ تو بخشش کی امید بے صرف زر ہے

نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے ‎ | ‎ تو روز حساب اونکو پھر کسکا ڈر ہے

اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی ‎ | ‎ تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اوٹھائی ‎ | ‎ نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی

تماشون مین ثروت بڑون کی اوڑائی ‎ | ‎ نمایش مین دولت خدا کی لٹائی

چھٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کے سامان ‎ | ‎ یہ ہین اونکے ارمان یہ ہین اونکی خوشیان

دین اسلام کی حالت

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایوان ‎ | ‎ تزلزل مین ہلتے ہین جسکے ارکان

زمانہ مین ہے جو کوئی دن کا مہمان ‎ | ‎ نہ پائینگے ڈھونڈا جسے پھر مسلمان

عزیزو نے اوس سے توجہ اوٹھالی ‎ | ‎ عمارت کا ہے اوسکی اللہ والی!

قحط علماء دین

پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں
وہ درویش و سلطان کی امیدگاہیں
فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں
وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہیں
محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

مدارس و تعلیم دین کے کہاں ہیں
وہ ارکان شرع متین کے کہاں ہیں
مراحل وہ علم و یقین کے کہاں ہیں
وہ وارث رسول امین کے کہاں ہیں
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماویٰ
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلا

قحط کتب دینیہ

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر
چلی ایسی اس بزم میں باد صرصر
کہاں ہیں وہ علم الٰہی کے منظر
جنہیں مشتعلیں نور حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

مدعیان علم

بہت لوگ بن کر ہوا خواہ امت
سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانو در گانو نوبت بنوبت
پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھیرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیا اب

مدعیان درویشی

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر

نہین ذات والا مین کچھ جنکی جوہر
کہ تہے اونکے اسلاف مقبولِ داور

کرشمے ہین جاجالے جہوٹے دکہاتے
مریدون کو ہین لوٹتے اور کہاتے

یہ ہین جادہ پیمائے راہِ طریقت
انہین پر ہے ختم آج کشف و کرامت

مقام انکا ہے ماورائے شریعت
انہین کے ہی قبضہ مین بندون کی قسمت

یہی ہین مُراد (۱) اور یہی ہین مُریداب
یہی ہین جنید اور یہی بایزید اب

علمای زمان

بڑے ہے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی

جگہ جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی
مسلمان بہائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اونسے جاے
اگر بدنصیبی سے شک اوسمین لائے

تو گردن پہ بارِ گران لیکے آئے
تو قطعی خطاب اہلِ دوزخ کا پاے

اگر اعتراض اوسکے نکلا زبان سے
تو آنا سلامت ہے دشوار وہان سے

(۱) صوفیہ کی اصطلاح مین مُراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مُرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبہ کو پہنچا ہو. جنید بغدادی اور بایزید بسطامی غالبًا تیسری صدی ہجری کے مشہور عُرفا مین سے ہین .

کبھی گلی کی رگین مین پہلاتے
کبھی چاگ پرچہاگ ہین مونہہ لاتے

کبھی خوک اور سگ ہین اوسکو بتاتے
کبھی مارنی کو عصا ہین اوٹہاتے

سنون (چشم بد دور) ہین آپ دین کے
نمونہ ہین خلق رسول امین کے

جو چاہے کہ خوش اوسسے مالک ہو انسان
توہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان

نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان
تشرع مین اوسکی نہو کوئی نقصان

لبین ترشہ ہون دارہی چترہی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑہی ہو

عقاید مین حضرت کا ہمداستان ہو
ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو

حریفون سے اونکے بہت بدگمان ہو
مریدون کا اونکی بڑا مدح خوان ہو

گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے
بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کی احکام ہتے وہ گوارا
کہ شیدا تھے اونپر یہود اور نصاریٰ

گواہ اونکی نرمی کا قرآن ہے سارا(۱)
خود ،، الدین یسر ،، نبی نی پکارا

مگر یہان کیا ایسا دشوار اونکو
کہ مومن سمجھنے لگے بار اونکو

(۱) قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ اور ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بے شمار حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لا رہبانیۃ فی الاسلام اور لا ضرر ولا اضرار فی الاسلام اور اذا ام احدکم فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض ۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (موسم حج مین) ایک شخص نے
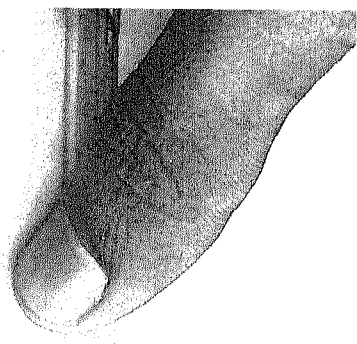
نہ تھی اونکی اخلاق مین یہ ہمائی
نہ باطن مین کی اونکی پیدا صفائی
یہ احکام ظاہر کی لئے یہ بڑائی
کہ ہوتی نہین اونسے دم بھر رہائی

وہ دین جو کہ چشمہ تہا خلق نکو کا
کیا اوسکو بالوعہ غسل و وضو کا

سدا اہل تحقیق سے دل مین بل ہے
حدیثون پہ چلنے مین دین کا خلل ہے
فتاوون پہ بالکل مدار عمل ہے
ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہین کام باقی

جہان مختلف ہون روایات باہم
نہون سیدھی سادی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم
اوسی ہر روایت سے سمجھین مقدم

سب اسمین گرفتار چھوٹے بڑے ہین
سمجھ پر ہمارے پتھر پڑے ہین

آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈ والیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے پھر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ مینے کنکریان پھینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب کنکریان پھینکلے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کی طرف سے ہین اور جتنی مشکلین ہین وہ علماء کی طرف سے ہین.

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بُعِثْتُ لاتمم مکارم الاخلاق یعنی مین اسلئے بھیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دون. اور یہ بھی فرمایا کہ اچھا چلن اور نیک خصلت نبوت کا پچیسوان حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہین ہے جسنے اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب ہے

حالی المعنی

کرے غیر گر رب کی پوجا تو کافر
جو ٹہیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جہکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنون پر کشادہ ہین راہین
پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

نبی کو جو چاہین خدا کر دکہائین
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑہائین
مزارون پہ دن رات نذرین چڑہائین
شہیدون سے جا جا کے مانگین دعائین

نہ توحید مین کچہ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پہیلی جہان مین
ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین

ہمیشہ سے اسلام تہا جسپہ نازان
وہ دولت بہی کہو بیٹہے آخر مسلمان

تعصب کہ ہے دشمن نوع انسان
بہرے گہر کئے سیکڑون جسنے ویران
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشان
کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان

گیا جوش مین بولہب جسکے کہویا
ابوجہل کا جسنے بیڑا ڈبویا

(۱) تعصب اصل مین بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہین مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتہہ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بہی پائی جاتی ہے اسلئے تعصب کا اطلاق جیف و میل دونوں پر ہوتا ہے ۔ نمرود حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسے کے عناد سے اور ابولہب اور ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوئے کہ اونکی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہے ۔

تعصب

وہ یہاں ایک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے — چھپا جسکے پردہ میں اوسکا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہے — وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہیں ہم — جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں وعظوں نے یہ تعلیم دی ہے — کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اسمیں کرنی بری ہے — نشان غیرت دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اوسکی ہرگز کوئی بات سمجھو — وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اوسکا پاؤ — تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑیں اسمیں جو وقتیں وہ اوٹھاؤ — لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمیں کھاؤ
جو نکلے جہاز اوسکا بچکر بھنور سے — تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہو جاے صورت تمہاری — بہائم میں ملجائے سیرت تمہاری
بدل جاے بالکل طبیعت تمہاری — سراسر بگڑ جاے حالت تمہاری
تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی — ہے اک جلوہ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسیکو — نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسیکو
نہ حاصل ہے کھانوں میں لذت کسیکو — نہ پیدا یہ پوشش یہ زینت کسیکو
تمہیں فضل ہر علم میں برملا ہے — تمہاری جہالت میں بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم | رہو بات کو اپنی کرتے بُری تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کی تم | تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم

بدی سے نہیں مومنوں کو مضرت | تمہاری گناہ اور نہ اَوروں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے | تو ذکر اوسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھولکر طرح آمین نہ دیجے | قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے

گناہوں سے ہوتی ہو گویا مبرّا | مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو الفت | نہ نعمانی (حنفی) و شافعی میں ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت | مقلد کرے نامقلد پہ لعنت

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم | کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ | تو شیطان سے اوسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسی مفسد سے ہے استفادہ | رہِ حق سے ہے برطرف اوسکا جادہ

شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو | ہیں مردود شاگرد و استاد دونو

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی | کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی | ہر ایک قوم کے دل سے وحشت نکالی

عرب اور حبش ترک تاجیک و دیلم | ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تعریفِ تعصب

تعصب نے اوس صاف چشمہ کو آکر ۔۔۔ کیا بغض کے خار و خس سے مکدّر

بنے خصم جو تہے عزیز اور برادر ۔۔۔ نفاق اہلِ قبلہ مین پہیلا سراسر

نہین دستیاب ایسے اب دو مسلمان ۔۔۔ کہ ہو ایک کو دیکہکر ایک شادان

فرضِ اہلِ اسلام

ہمارا یہ حق تہا کہ سب یار ہوتے ۔۔۔ مصیبت مین یارون کے غمخوار ہوتے

سب ایک ایک کے باہم مددگار ہوتے ۔۔۔ غمِ قوم مین سینہ افگار ہوتے

جب الفت مین یون ہوتے ثابت قدم ہم ۔۔۔ تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

نتیجۂ تفرقہ

اگر بہولتے ہم نہ قولِ پیمبر ۔۔۔ کہ ہان ہین سب مسلمان باہم برادر

برادر ہی جب تک برادر کا یاور ۔۔۔ مُعین اوسکا ہی خود خداوندِ داور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی ۔۔۔ فقیری مین بہی کرتے ہم بادشاہی

ثمرۂ اتفاق

وہ گہر جسمین ہون دل ملے سب کے باہم ۔۔۔ خوشی ناخوشی مین ہون سب یار و ہمدم

اگر ایک خوشدل تو گہر سارا خرّم ۔۔۔ اگر ایک غمگین تو دل سب کے پُر غم

مبارک ہی اوس قصرِ شاہنشہی سے ۔۔۔ جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاقِ اہلِ اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیقِ دین کا ۔۔۔ کہ ہے دین والون کا برتاو کیسا

ہی بازار اونکا کہرا یا کہ کہوٹا ۔۔۔ ہی قول و قرار اونکا جہوٹا کہ سچّا

تو ایسے ملینگے بہت شاذ ہین یہان ۔۔۔ کہ اسلام پر جنسے قائم ہو برہان

غیبت

مجالس مین غیبت کا زور اسقدر ہے
کہ آلودہ اس خون مین ہر بشر ہے
نہ بہائی کو بہائی سی یہان درگزر ہے
نہ مُلّا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشہ مے ہو غیبت مین پنہان
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

حسد و تکبر

جنہین چار پیسے کا مقدور ہے یہان
سمجھتے نہین ہین وہ انسان کو انسان
موافق نہین جنسے ایام دوران
نہین دیکھہ سکتے کسیکو وہ شادان
نشہ مین تکبر کے ہے چور کوئی
حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگرچہ خلق ہے ایک بہائی
نہین ظاہرا جسمین کوئی برُائی
بہلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی
ہر اک دلمین عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہین اوسپر نگاہین غضب کی
کہٹکتا ہے کانٹا سا آنکہون مین سب کی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی بنکر
ابہی بخت و اقبال تہے جسکے یاور
ابہی گردنین جہکتی تہین جسکی در پر
مگر کردیا اب زمانہ نے بے پر
تو ظاہر مین گو ہین پر خوش جبین یان
کہ ہمدرد ہاتہ آیا اک مفلسی مین

بدظنی

اگر ایک جوانمرد ہمدرد انسان
کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اوسپر لگائے یہ بہتان
کہ ہے اوسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسیکی
یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

خست نفس

نکالی گر اونکی بھلائی کی صورت — توڈالین جہان تک بنے اوسمین کھنڈت

سنین کامیابی نہین جب اوسکی شہرت — تو دل سے تراشین کوئی تازہ تہمت

موہنہ اپنا ہو گو بین دنیا مین کالا — نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

فتنہ انگیزی

اگر پائی ہین دو دلونمین صفائی — توہین ڈالتے اونمین طرح جدائی

ٹھنی دو گروہونمین جسدم لڑائی — تو گویا تمنا ہماری برآئی

بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی — تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بدنامی اور رسوائی

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین — نمود اور بناوٹ فریب اور ریا مین

سعایت مین بہتان مین افترا مین — کسی بزم بیگانہ و آشنا مین

نہ پاؤ گے رسوا و بدنام ہمسے — گرہی پھر نہ کیون شان اسلام ہمسے

خوشامد

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہے حاصل — کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل

کہین احمقون کو بناتے ہین عاقل — کہین ہوشیارونکو کرتے ہین غافل

کسیکو اوتارا کسیکو چڑہایا — یونہین سیکڑون کو اسامی بنایا

کذب و مبالغہ

روایات پر حاشیہ اک چڑہانا — قسم جھوٹے وعدون پہ سو بار کھانا

اگر مدح کرنا تو حد سے بڑہانا — مذمت پہ آنا تو طوفان اوٹھانا

یہی روزمرہ کا یہان اونکی عنوان — فصاحت مین بے مثل ہین جو مسلمان

خودپسندی

اوسی جانتی ہین بڑا اپنا دشمن | ہمارے کری عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سی ان بن | سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن
یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جسنے | ہمین ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جسنے

خلفا کی انصاف پسندی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تھا | خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنمون تھا | سمان خیر و برکت کا ہردم فزون تھا
عدالت کی زیور سی تھی سب مزین | پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تھی | کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تھی خود قول حق سی خموشی | نہ لگتی تھی حق کی[1] نہین بات کڑوی
غلامون سے ہوجاتے تھے بند آقا | خلیفون سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

(۱) ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تھے حضرت عمر نے (کہ اوسوقت خلیفہ تھے) تین بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ اگر مین حقوق خلافت مین سستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ ۔ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تکلے کی طرح تیرے بل نکالدین ۔ حضرت عمر نے کہا اگر تم ایسے ہو تو تمہارا کیا کہنا ۔ ایکبار حضرت عمر بڑے بڑے مہر باندہنے کی ممانعت کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے کھڑے ہوکر قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ان آتیتم احدٰہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئاً اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہین سمجھتا ۔ حضرت عمر نے کہا عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑھیون کا بھی اور پھر ممانعت نہ کی ۔

نبی نے کہا تہا جنہین فخر امت | جنہین خلد کی مل چکی تہی بشارت
مسلم تہی عالم مین جنکی عدالت | رہا مفتخر جنسے تخت خلافت

وہ پہرتے تہے راتون کو چہپ چہپ کے در در (۱) | کہ شرمائین اپنا کہین عیب سنکر

مگر ہم کہ ہین دام و دد ہمسے بہتر | نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال مین ہم موقر | نہ اجداد و اسلاف کے ہم مین جوہر

نصیحت سے ایسا برا مانتے ہین | کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر | کوئی ہمپہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر | ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر

یونہین جو کتاب اوس پہ ہوتی الٰہی | وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

(۱) حضرت عمر کے عہد مین ایکبار کچہ سوداگر آکر شہر سے باہر اوترے ۔ رات کو آپ اور عبد الرحمن بن عوف حسب عادت گشت کرنے کے لئے وہان گئے ۔ انکو رات بہر مین تین بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی ۔ عمر فاروق ہر دفعہ اوس خیمہ پر جاتے تہے اور اوسکی مان کو ملامت کرآتے تہے کہ تو کیسی بری مان ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین ہے ۔ آخر اوس عورت نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجہے ساری رات دق کیا ۔ مین اوسے دودہ پینے کی عادت چہڑواتی ہون ۔ وہ ضد کرتا ہے ۔ کہا کیون ۔ کہا عمر دودہ چہٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا ۔ آپ بہت روئے اور اپنے جی مین کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب سے ہلاک ہوئے ہونگے ۔ اوسیوقت منادی کرائی کہ کوئی اپنے بچےکا دودہ جلدی نہ چہڑائی اور تمام ملک مین حکم بہیجدیا کہ ہر مسلمان کے ہان بچہ ہوتے ہی اوسکا وظیفہ مقرر کیا جائے ۔

نقصان علوم دنیوی

ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب — علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب — فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر — تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

شاعری

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر — عفونت میں سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمین جس سے ہے زلزلہ میں برابر — ملک جس سے شرماتے ہیں آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا — وہ علموں میں علم ادب ہے ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے — عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے — مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائینگے سارے — جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہے یہاں آج حصہ ہمارا — نہیں قوم کو ظاہرا جس سے چارہ
ہر اک کذب و بہتان ہے جس میں گوارا — مجسم ہوا اوسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند میں اوس سے اور ایک ہمالا — ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانہ میں جتنے قلی اور نفر ہیں — کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہیں
گوّیے امیروں کی نور نظر ہیں — ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہیں
مگر اس تپ دق میں جو مبتلا ہیں — خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہیں

جو سقّے نہوں جی جائیں گذر سب ۔ ہو میلا جہان گم ہون دہوبی اگر سب
بنی دم پہ گر شہر چھوڑین نفر سب ۔ جو ٹہر جائیں مہتر تو گندی ہون گہر
پہ کر جائیں ہجرت جو شاعر ہمارے ۔ کہیں مل کے خس کم جہان پاک سارے

عرب جو تہی دنیا مین اس فن کی بانی ۔ نہ تہا کوئی آفاق مین جنکا ثانی
زمانہ نے جنکی فصاحت تہی مانی ۔ مٹادی عزیزون نے اونکی نشانی
سب اونکی ہنر اور کمالات کہو کر ۔ رہی شاعری کو بہی آخر ڈبو کر

ادب مین پڑی جان اونکی زبان سے ۔ جلا دین پائی اونکی بیان سے
سنان کیجے لئی کام اونہون نے لسان سے ۔ زبانون کی کوچی تہی ہر سنان سے
ہوئی اونکی شعرون سے اخلاق صیقل ۔ پڑی اونکی خطبون سے عالم مین ہلچل

خلف اونکی یہان جو کہ جو بیان ہین ۔ فصاحت مین مقبول ہر پیر و جوان ہین
بلاغت مین مشہور ہندوستان ہین ۔ وہ کچھ ہین تو لیدی کے اس گوئے یہان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوائین ۔ تو بہانڈ اونکی غزلین مجالس مین گائین

طوائف کو ازبر ہین دیوان اونکے ۔ گو تیون پہ بیحد ہین احسان اونکے
نکلتے ہین تکیون مین ارمان اونکے ۔ ثنا خوان ہین ابلیس و شیطان اونکے
کہ عقلون پہ پردے دئے ڈال اونہون نے ۔ ہین کیہ دیا فارغ البال اونہون نے

وہ طب جسپہ غش ہین ہمارے اطبا — سمجھتے ہین جسکو بیاض مسیحا
بتاتی ہین ہم مجمل جسکے بہت سا — وہ سب عیب کی طرح کرتی ہین خفا

فقط چند نسخون کا ہے وہ سفینہ — چلے آئے ہین جو کہ سینہ بہ سینہ

نہ انکو نباتات سے آگہی ہے — نہ کچھ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی اُنکسی پہ کہلی ہے — نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے

نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے — مریضون کا انکے نگہبان خدا ہے

نہ قانون مین انکے کوئی خطا ہے — نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہے
سدیدی مین لکھا ہے جو کچھ بجا ہے — نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہے

سلف لکھہ گئے جو قیاس اور گمان ہے — صحیفے ہین اوترے ہوئے آسمان سے

وہ تقویم پارینہ یونانیون کی — وہ حکمت کہ ہے ایک ہو کی ٹٹی
یقین جسکو ٹھیرا چکا ہے نکمی — عمل نے جسے کر دیا اُسکے رٹی

اوسی وحی سے سمجھی ہین ہم زیادہ — کوئی بات اوسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت انجیل و قرآن — بالاجماع ہین قابل نسخ و نسیان
مگر لکھہ گئے جو اصول اہل یونان — نہین نسخ و تبدیل کا انمین امکان

نہین مٹتے جب تک کہ آثار دنیا — مٹیگا کبھی کوئی شوشہ نہ اونکا

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے — وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالی ہین پردے — کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھہ سکتے

جمی ہین دلون مین ارسطو کی رائین — جواب وحی اونکی تو ایمان نہ لائین

اب اس فلسفہ پر ہین جو مرنے والے — شفا کی ہین سب جنکو از بر مقالے
جنہون نے مجسطی پہ ڈیرے ہین ڈالے(۱) — حواشی ہین تجرید کی سب کھنگالے

وہ تیلی کی کچہ بیل سے کم نہین ہین — پہری عمر بہر اور جہان تہے وہین ہین

وہ جب کر چکی ختم تحصیل حکمت — بندہی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتے ہین کچہ طبیعت مین جودت — تو ہی اونکی سب سے بڑی یہ لیاقت

کہ گر دن کو وہ رات کہدین زبان سے — تو منوا کے چہوڑین اوسے ایک جہان سے

سوا اسکی جو آئی اوسکو پڑہا دین — او نہین جو کچہ آتا ہی اوسکو بتا دین
وہ سیکہی ہین جو بولیان سب سکہا دین — میان مٹہو اپنا سا اوسکو بنا دین

یہ لے دے کے ہے علم کا اونکے حاصل — اسی پر ہی فخر اونکو ہین لاماتل

نہ سرکار مین کام پانیکے قابل — نہ دربار مین لب ہلانیکے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانیکے قابل — نہ بازار مین بوجہ اوٹہانیکے قابل

نہ پڑہتے تو سو طرح کہاتے کماکر — وہ کہوئے گئے اور تعلیم پاکر

(۱) شفا بو علی سینا کی اور مجسطی بطلیموس کی اور تجرید نصیر الدین طوسی کی کتابین ہین۔

جو پوچھو کہ حضرت نے کچھ جو پڑھا ہے ۔۔۔ مراد آپ کی اسکی پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اسمین دنیا کا یا دین کا ہے ۔۔۔ نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے

تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے ۔۔۔ جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکین گے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہین وہ ۔۔۔ نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہین وہ ۔۔۔ نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ

دلیلین ہین سب آج بیکار اونکی ۔۔۔ نہین چلتی تو یون ہین تلوار اونکی

پڑھی اوس مشقت مین ہین وہ سراپا ۔۔۔ نتیجہ نہین اونکو معلوم جسکا
گئین بھول آگے کی بہترین جو بتیا ۔۔۔ اوسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا

نہین جانتے یہ کہ جانے کدھر ہین ۔۔۔ گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہین

مثال انکی کوشش کی ہے صاف ایسی ۔۔۔ کہ کھائی کہین بندرون نے جو سردی
ادھر اور اودھر بہت تک آگ ڈھونڈی ۔۔۔ کہین روشنی اونکو پائی نہ اوسکی

مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا ۔۔۔ پتنگا اوسی آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کے تہام اور سب نے اوسے دم ۔۔۔ کیا گھانس پھونس اوسپہ لا کر فراہم
لگی اوسکو سلگانے سب ملکے پیہم ۔۔۔ پہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم

یونہین رات ساری وہ ہونے گنوائی ۔۔۔ مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اوس طرف سے
ملامت بہت سخت تھے اونکو کرتے
جب اس کشمکش میں انہیں دیکھتے تھے
کہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے
مگر ایسی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اولٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن
نہ جہاڑینگے گرد تو ہم ہو دامن
اسیطرح جو ہین حقیقت کے دشمن
پہ جب ہو گا نور سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائیگا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ ایک شرارا

شریفون کی اولاد بے تربیت ہے
کسیکو کبوتر اوڑانے کی لت ہے
تباہ اونکی حالت بری اونکی گت ہے
کسیکو بٹیرین لڑانے کی ہٹ ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی
مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم انفار سے اونکی صحبت
پڑہے لکھون کے سایہ سے اونکو وحشت
ہر ایک بد و اوباش سے اونکی ملت
مدارس سے تعلیم سے اونکو نفرت
کمینون کے جرگہ مین عمرین گنوائی
اونہین گالیان دینی اور آپ کہائی

نہ علمی مدارس مین ہین اونکو پاتے
پہ میلون کی رونق ہین جا کر بڑہاتے
نہ شایستہ جلسون مین ہین آتے جاتے
پڑے پہرتے ہین دیکھتے اور دکہاتے
کتاب اور معلم سے پہرتے ہین بہاگے
مگر ناچ گانے مین ہین سب سے آگے

اگر کبھی اون پاک شہدونکی گنتی | ہوا جنکے پہلو سی بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جنسی عزت بڑونکی | مٹی خاندانون کی جنسی بزرگی

تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے | وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اونکی بچپن مین یون آپ بانی | کہ قیدی کی جیسی کٹہی زندگانی
لگی ہونی جب سمجھہ بوجھہ سیانی | چڑہی بہوت کی طرح سر پر جوانی

بس اب گہر مین دشوار رہنا ہے اونکا | اکہاڑونمین تکیونمین رہنا ہے اونکا

نشہ مین مئے عشق کی چور ہین وہ | صف فوج مژگان مین مصلوب ہین وہ
غم چشم و ابرو مین رنجور ہین وہ | بہت ہاتہ سی دل کی مجبور ہین وہ

کرین کیا کہ ہی عشق طینت مین اونکی | حرارت بہری ہی طبیعت مین اونکی

اگر شش جہت مین کوئی دلربا ہے | تو دل انکا نادیدہ اوسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے | تو یاد اوسکی دن رات نام خدا ہے

بہری سب کی جیبت سے روداد ہی یہان | جسے دیکہئے قیس و فرہاد ہے یہان

اگر ماں ہی دکہیا تو اونکی بلا سے | اپاہج ہے باوا تو اونکی بلا سے
جو ہی گہر مین فاقہ تو اونکی بلا سے | جو مرتا ہی کنبا تو اونکی بلا سے

جنہون نے لگالی ہو تو دلربا سے | غرض پہر او نہین کیا رہی ماسوی سے

۲۳۹۳

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائیں
نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائیں
جو میلوں میں جائیں تو تحسین دکھائیں
جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اٹھائیں
لرزتی ہیں اوباش انکی ہنسی سے
گریزاں ہیں رند انکی ہمسائگی سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجیے
تو بہوؤں کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجیے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجیے
تو بدراہ ہیں بھانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنا کو بکو گھر بہ گھر ہے
بہو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے

نہ مطلب نگاری کا انکو سلیقہ
نہ دربارداری کا انکو سلیقہ
نہ امیدواری کا انکو سلیقہ
نہ خدمت گزاری کا انکو سلیقہ
قلی یا نفر ہوں تو کچھ کام آئے
مگر انکو کس مد میں کوئی کھپائے

نہیں ملتی روٹی جنہیں پیٹ بھر کے
وہ گزران کرتے ہیں سو عیب کرکے
جو ہیں انمیں دو چار آسودہ گھر کے
وہ دن رات خواہاں ہیں مرگ پدر کے
نمونے یہ اعیان و اشراف کی ہیں!
سلف انکی وہ تھے خلف انکی یہ ہیں!

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے؟
کہ جسکی طرف آنکھ سبکی لگی ہے
بہت جس سے آئندہ چشم بہی ہے
بقا منحصر جس پہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالیگی باغ کہن میں؟
انہی سے بہار آئیگی اس چمن میں؟

یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری ؟ — کہ بخشین گے جو دین کو استواری ؟
کرینگی یہی قوم کی غمگساری ؟ — انہین پر امیدین ہین موقوف ساری ؟
یہی شمع اسلام روشن کرینگی ؟ — بڑونکا یہی نام روشن کرینگی ؟

خلف اونکی الحق اگر یہان یہی ہین — سلف کی اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگار عزیزان یہی ہین — اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اونکی رہجائیگی یہان — کہ اک قوم رہتی تہی اس نام کی یہان

سمجھتے ہین شائستہ جو آپ کو یہان — ہین آزادی رای پر جو کہ نازان
چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان — مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈہونڈوگے یارون کے ہمدرد ہین — تو نکلین گے تہوڑے جوان مرد ایسے ہین

نہ رنج اونکی افلاس کا انکو اصلا — نہ فکر اونکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا — اوڑانا مگر مفت ایک ایک کا خاکا
کہین اونکی پوشاک پر طعن کرنا — کہین اونکی خوراک کو نام دہرنا

عزیزون کی جب بات مین عیب پانا — ہنسانا اوسے ہمنشینون کا بنانا
شماتت سے دل بہائیونکا دکہانا — یگانون کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اونکے جگر مین — نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر مین

جہاز ایک گرداب مین پہنس رہا ہے
پڑا جس سے جو کہو غلغل مچ رہا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے
کوئی اونمین سوتا کوئی جاگتا ہے

جو سوتے ہین وہ مست خواب گران ہین
جو بیدار ہین اونپہ خندہ زنان ہین

کوئی انسے پوچہے کہ اے ہوش والو
کس امید پر تم کہڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑی پہ آنے کو ہے جو
نہ چہوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو

بچوگے نہ تم اور نہ ساتہی تمہارے
اگر ناو ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یہان ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا
تاسف کے قابل ہے احوال سب کا

مریض ایسے مایوس دنیا مین کم ہین
بگڑ کر کبہی جو نہ سنبہلین وہ ہم ہین

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچہا
کہ نعمت ہے دنیا مین سب سے بڑی کیا
کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا
کہا "گر نہو وہ تو ہے ان کو بہتر"

کہا "پہر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار بشر ہے"

کہا "گر نہو یہ بہی اوسکو میسر"
کہا "مال و دولت ہے پہر سب سے بہتر"
کہا "در ہو یہ بہی اگر بند اوسپر"
کہا "اوسپہ بجلی کا گرنا ہے بہتر

وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چہوٹے
خلایق سب اوسکی نحوست سے چہوٹے"

مجھے ڈر ہے اے میرے ہمقوم یارو / مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہیں ہو
گر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو / تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو

وگرنہ یہ قول آئیگا راست تم پر / کہ ہونے سے انکا نہونا ہے بہتر

رہوگی یونہیں فارغ البال کب تک / نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہیگی نئی پود پامال کب تک / نچھوڑوگے تم بھیڑیا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو / تعصب کے شعلہ کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تمکو دی ہیں / ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں / کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہیں

تسلط ہے ملکوں میں امن و امان کا / نہیں بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایمان کا کوئی / نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکان کا کوئی / نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی

نمازیں پڑھو بیخطر معبدوں میں / اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں / نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں / تو ہموار ہیں کسب دولت کی راہیں

نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا / نہ رستوں میں قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینون کے کٹتے ہین ستی پلو نین
گھرون سی سوا چین ہے منزلون مین

ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلون مین
شب و روز ہی ایمنی قافلون مین

سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ہین ملکون سے دم دم کی خبرین
چلی آتی ہین شادی و غم کی خبرین

عیان ہین ہر اک عزم اعظم کی خبرین
کھلی ہین زمانہ پہ عالم کی خبرین

نہین واقعہ کوئی پنہان کہین کا
ہے آئینہ احوال روی زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی
کہ ہے صفا ہر سمت راہ ترقی

ہر اک رہرو کا زمانہ ہی ساتھی
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی

کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہین
بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہین

بہت چل چلاؤ مین گھبرا رہے ہین
بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہین

مگر اک تمہین ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت مین کھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاورون کو
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبرون کو

دو الزام پیچھے نصیحت گرون کو
ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھرون کو

کہ خالی ہین یا پر ذخیرے تمہارے
بری ہین کہ اچھے تیرے تمہارے

امیروں کی تم سن چکی داستان سب ۔ چلن ہو چکے عالموں کے بیان سب

شریفوں کی حالت سے تم پر عیان سب ۔ بگڑنے کو تیار بیٹھے ہیں یہان سب

یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے ۔ ستون مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمہ ہے اوسکا ۔ کہ جو وقت یارون پہ ہے آنیوالا

زمانہ نے اونچے سے جسکو گرایا ۔ وہ آخر کو مٹی مین ملکر رہے گا

نہین گرچہ کچھ قوم مین جان باقی ۔ ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے ۔ سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے

سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے ۔ طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہان ہوئے خشک چشمے اوبلکر ۔ بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھلکر

کہان ہین وہ اہرام(۱) مصر کے بانی ۔ کہان ہین وہ گردان زابلستانی

گئے پیشدادی کدہر اور کیانی ۔ مٹا کر رہی سبکو دنیائے فانی

رگاؤ کہین کھوج کلدانیون کا ۔ بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا

(۱) اہرام مصری مصر کے مثلث نما چھہ مینار ہین جو دریائے نیل سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہین ۔ انہین سے ایک مینار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہے ۔ گردان زابلستان سے مراد رستم کا خاندان ہے ۔ فارس کے گیارہ بادشاہ جو ہوشنگ کے اولاد مین ہوئے ہین پیشدادی کہلاتے ہین ۔ چار بادشاہ یعنی کاؤس خسرو قباد اور لہراسپ کیانی کہلاتے ہین ۔ کلدانی کیلڈیا یعنی بابل والے ۔

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے	جہان کی وراثت اسیکو سزا ہے
سوا اوسکے انجام سبکا فنا ہے	نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب	غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہہ مسدس نوآئین ماہ جون ۱۸۷۹ء مطابق
شہر جمادی الثانی ۱۲۹۶ ہجری مین حسب فرمایش حضرت
مصنف مدظلہ کارپردازان مطبع ہذا کی کوشش
اور اہتمام سے قالب طبع مین
آکر نظر افروز منتظرین
ہوا